Prmatma ki Srovlyapaka
By V. Chand 1904 G.L.V.

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम प्रमात्मा की सर्वव्यापिकता
दो अदद

लेखक महाशय वज़ीर चन्द अधिष्ठाता

प्रकाशन वर्ष 1904

आगत संख्या 1501

آریہ پستک پرچار — ٹریکٹ نمبر ۲

اوم

پرماتما کی سروویاپکتا

جو اس متحرک و غیر متحرک جگت میں ویاپک ہو کر
سب کو انتظام میں رکھتا ہے وہ ایشور کہلاتا ہے

یجروید - ادھیاء ۴۰ - منتر ۱ -

زیر نگرانی و اہتمام مہاشہ وزیر چند ادھشٹاتا محکمہ آریہ پستک پرچار

قائم کردہ

شری بمبئی آریہ پرتی ندھی سبھا

شائع ہوا

آریہ سمو ۱۹۷۲۹۴۹۰۰۶ — عیسوی سنہ ۱۹۰۴

رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور

اوم

پرماتما کی سرو ویاپکتا

"جو اس متحرک و غیر متحرک جگت میں
ویاپک ہو کر سب کو انتظام میں
رکھتا ہے وہ ایشور کہلاتا ہے" (یجروید ۴۰-۱)

دنیا میں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر تمام جہان کے فیلسوف متفق الرائے ہیں تو وہ یہ ہے کہ "ایشور سرویاپک ہے"۔ سپینوزا کا قول ہے کہ "ہم خدا میں رہتے ہیں"۔ ہربرٹ سپنسر صاحب فرماتے ہیں کہ "اس برہمانڈ میں اور خود ہمارے اندر جو شکتی (سامرتھ) مظہراتِ قدرت کے ذریعہ سے ہر جگہ موجود پائی جاتی ہے۔ اُس کے اندر ہم رہتے حرکت کرتے اور زندگی بسر کرتے ہیں"۔ ہم جب خود اپنی کتب مقدسہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ویدک فلاسفی جو تمام روئے زمین

کے علوم حقیقی کا منبع و مخزج ہے اور جس کے سمجھنے کے
لئے بوجہ اُس کے لطیف و دقیق ہونے کے زیادہ عقل و
ادراک اور فہم و فراست کی ضرورت ہے بڑے زور سے
ثابت کرتی ہے کہ "جو(۱) اس متحرک و غیر متحرک جگت میں ویاپک
ہو کر سب کو انتظام میں رکھتا ہے وہ ایشور کہلاتا ہے۔" "(۲) تمام
لوک لوکا نتر اسی میں قائم ہیں" "(۳) وہ پرمیشور سب مخلوق میں
محیط ہو کر سب کا دھارن کر رہا ہے۔" اوپنشدیں بھی جو کہ آریہ
ورت کے علم الہیات کا مخزن ہیں اسی رائے کا اظہار
کرتی ہیں جیسا کہ "(۴) وہی ذات واحد تمام کائنات پر قادر محیط
و بسیط کُل ہے"

صرف کتابی شہادت پر ہی ہمارا یہ عقیدہ مبنی نہیں ہے
کہ "پر ماتما سرو ویاپک ہے" بلکہ اگر ہم اپنی زندگی کے روز مرہ
کے تجربات اور واقعات پر غور کریں۔ تو ایک حق جو دل
کے لئے بہت بڑی شہادتیں ایسی مُہیا ہو جاتی ہیں۔ کہ

(१) ईशा वास्यमिदं सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत्।

(२) तस्मिन् हतस्थु भुवनानि विश्वा।

(३) विभु प्रजासु

(४) एको वशी सर्व भूता नारात्मा।

بد اعتقادی پاس تک نہیں آسکتی۔ مثلاً اگر ہم سیر کرتے
ہوئے کسی کھیت کی جانب نکل جائیں۔ تو ہمارا یہ عقیدہ
کہ "پرماتما سروویاپک ہے" خود بخود استحکام پذیر ہوتا ہے۔
وہاں ہم سرسبز و شاداب فصل کو حرارت آفتاب کی وجہ سے
پختگی کی جانب مائل دیکھتے ہیں۔ لیکن چند ماہ پیشتر وہی
کھیت صاف چٹ میدان پڑا تھا۔ اگر کوئی کاشتکار اس
کھیت کو نہ بوتا تو وہاں ایک پتہ بھی نظر نہ آتا۔ اس سے ظاہر
ہے کہ اگر اُس کھیت میں بیج نہ بکھیرے جاتے تو کوئی پیداوار
ہرگز نہ ہوتی یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ تخم
ریزی کا نتیجہ ہے۔ علیٰ ہذا جو مثال اس موقعہ پر عاید ہوئی
ہے وہی تمام نباتاتی عالم پر یکساں صادق آسکتی ہے۔
یعنی کہ پودے بیجوں سے پیدا ہوتے ہیں یا اسی طرح
جڑوں یا قلموں وغیرہ سے۔ چونکہ بیج اول میں ڈالا جاتا ہے۔
اور پودے بعد میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیئے سائنس
کی ممتاز زبان میں ان کو مظہر نباتات میں علت و معلول
کے نام سے نامزد کیا گیا ہے ؂

اب اگر ہم اپنے مشاہدے کو عالم حیوانات کی طرف پھیلائیں
تو وہاں بھی بلا تفاوت یہی علت و معلول کا سلسلہ پایا جاتا
ہے۔ مثلاً ایک انڈے کے خول کے اندر سے ایام معینہ کے
بعد ایک خوبصورت کبوتر برآمد ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ جو کچھ
ہم روئے زمین پر دیکھتے ہیں وہ ضرور کسی خاص باعث

کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بغیر علت کے ہم دنیا میں کوئی ہستی بھی تصور میں نہیں لا سکتے ؛

دل کے فطرتی خاصہ سے ہم اپنے ارد گرد کی اشیاء کے بواعث دریافت کرنے کے لئے مجبور کئے جاتے ہیں اور نیچر کی عملداری میں مشاہدہ سے دل کے اس میلان کی بلا شبہ تصدیق ہوتی ہے۔ جیسا کہ مذکورۃ الصدر مثالوں سے واضح کیا گیا ہے۔ ہمارا دل کسی ایسی مقدار ہستی کو تصور میں نہیں لا سکتا جو کہ مطلقاً نئی ہو۔ بلکہ یہ ہر ایک چیز کو پیشتر سے موجود اجزا کی صرف تبدیل صورت خیال کرتا ہے پس یہ دُنیا اور ما فیہا خاص خاص بواعث کے نتائج ہیں پھر اگر ہم اِن بواعث کی فرداً فرداً جانچ پڑتال کریں۔ تو چھان بین کرتے ہوئے انجام میں چند ابتدائی اصول رہ جاتے ہیں جو کسی حالت میں بذاتہ دیگر بواعث کے نتائج نہیں ہو سکتے۔ یہ اصول صرف تین ہیں۔ فلسفہ میں ان کو علتِ فاعلی۔ علتِ مادی۔ اور علتِ غیر کا نام دیا گیا ہے۔ علتِ فاعلی اُس کو کہتے ہیں کہ جس کے بنانے سے کوئی شے بن سکے۔ اور جس کے نہ بنانے سے کچھ نہ بنے جو خود کسی سے نہ بنا ہو اور دوسری چیزوں کو بنا کر مختلف صورتوں میں ظاہر کرے۔ علت فاعلی دو قسم کی ہے۔ ایک تمام کائنات کو حالتِ علت سے بنانے والا۔ قائم رکھنے والا اور فنا کرنے اور نیز سب کا انتظام کرنے والا اور مقدم

عِلّت فاعلی پرماتما ہے۔ دوسرا پرمیشور کی کائنات میں سے اشیاء کو لے کر کئی طریق سے مختلف چیزیں بنانے والا دوم علّت فاعلی جیو (روح) ہے۔ علّت مادی اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جس کے بغیر کچھ نہ بنے اور وہ بنانے سے مختلف صورتوں میں ظاہر ہو اور پھر بگڑ جائے۔ علّت مادی پر کرتی یعنی مادہ جس کو تمام کائنات کے بنانے کا لوازمہ کہتے ہیں۔ علّت غیر اُس کو کہتے ہیں کہ جو بنانے کا آلہ اور عام علّت ہو۔ جب کوئی چیز بنائی جاتی ہے۔ تب مختلف ذریعوں یعنی علم۔ نگاہ۔ طاقت ہاتھ اور طرح طرح کے آلات اور مکان زمان۔ اور آکاش (خلا) علّت عام کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً جس قلم سے کہ ہم لکھ رہے ہیں۔ اُس کا بنانے والا کاریگر علّت فاعلی ہے۔ لوہا وغیرہ مصالحہ جس سے کہ قلم بنی ہے۔ علّت مادی ہے۔ اور کل وغیرہ علت غیر ہے۔ اِن تینوں علتوں کے بغیر کوئی شے بھی نہیں بن سکتی اور نہ بگڑ سکتی ہے۔ مگر یہ ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ علم کی صداقت جو کہ ہم اس طریق پر دنیا میں حاصل کرتے ہیں وہ ہمارے ہی مادی کرّہ کی تا چیز حدود کے اندر محدود نہیں ہے۔ بلکہ بے پایاں خلا کے اندر بسے ہوئے انگنت لوک لوکانتروں تک اس کی رسائی ہے۔ بطور نظیر ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا علم ہیئت کے شماروں کی صداقت کسوف خسوف نہیں ہوا کرتے ہیں؟

در حقیقت ایسا کبھی نہ ہوتا اگر ہمارا علم اس مادی کُرّے کی اشیاء کے دائرہ سے باہر نہ جا سکتا ۔

پس جو کچھ کہ اوپر کہا گیا ہے اُس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ عِلّت و معلول کا باہمی تعلق اس قدر گاڑھا۔ لائینفک اور غیر متغیّر ہے کہ کوئی نتیجہ ظہور میں نہیں آ سکتا۔ جب تک کہ اُس کا ملحقہ باعث موجود نہ ہو۔ عِلّت کو ایک طرف رکھ دیجئے اور معلول کی ہستی نا بود ہو جائیگی پس تمام چیزیں اپنے بواعث کی موجودگی سے اپنی ہستی میں قائم رکھی جاتی ہیں۔ ان بواعث میں سے سب سے اصلی اور انتہا درجہ کا ضروری باعث۔ یعنی عِلّت اولےٰ پرماتما ہے۔ جس کی موجودگی اس کائنات کے ذرہ ذرہ میں درخشاں ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ اس دنیا کی تمام چیزیں ہمیشہ بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں اور اس بننے اور بگڑنے میں کسی انسان کا ہاتھ نہیں ہوتا ہے۔ اِس لئے صرف پرماتما کی موجودگی ہی نہیں بلکہ ہر وقت اُس کا دست قدرت ہر جگہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے ۔

اگر ہم دوربین کے ذریعہ سے گگن منڈل کا مشاہدہ کریں تو بے شمار لوک لوکانتر ہمارے کُرّہ کے برابر بلکہ اس سے بھی بہت بڑے بڑے آکاش کے اندر بسے ہوئے درشٹی گوچر ہوتے ہیں۔ قوانین قدرت جن پر کہ ہمارا تمام عِلم مبنی ہے اپنی ہمہ جایگانگت اور مطابقت کی

بنا پر ظاہر کرتے ہیں کہ وے بھی اُسی معمار حقیقی کے کام ہیں۔ اور چونکہ وہاں جیسا کہ اور جگہ ہوتا ہے۔ تمام اشیاء ہر لمحہ موت و حیات کے دروازوں سے ہوکر گزرتی رہتی ہیں۔ پرماتما کی موجودگی اُن کے اندر ہر وقت یکساں رہتی ہے۔ دوربین کے شیشے جس قدر دور نما ہونگے اُسی قدر زیادہ اور بے شمار کرّے ہمیں دیکھائی دیں گے۔ یہاں تک کہ اِس قدر فی مشابہت اور یگانگت کو دیکھ کر ہمارے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو جاتا ہے کہ خالق موجودات بے پایاں آکاش کے اندر ایک سم ویاپک ہے پس پرماتما کی نسبت ہمیں یقین واثق ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ہر جگہ یکساں اور ایک ہی وقت میں تمام کائنات کے ہر طبقہ کے اندر حاضر و ناظر ہے۔ پرماتما کی اننت صفات میں سے اِس ہمہ جا حاضر و ناظر ہونے کی صفت سے لابُد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ کسی جگہ کچھ اور کسی جگہ کچھ اور نہیں ہو سکتا بلکہ پری پورن ہے یعنی ہر جگہ یکساں اور مکمل ہے ٭

اسی طرح سے اور قیاس فرمائیے کہ نوع انسان کی عالمگیر دانش باطنی یا القاء سے بھی پرماتما کی سروویاپکتا کی تصدیق ہوتی ہے۔ جاپان۔ چین۔ برہما۔ انڈیا۔ ایران۔ یونان۔ اٹلی۔ فرانس۔ انگلینڈ اور امریکہ کے باشندے ایک ہی وقت میں اپنے جُداگانہ ممالک میں دعائیں مانگتے ہیں اور صدق دل

سے یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہماری مناجات کو سُنتا ہے۔
اور جو کچھ ہمارے دل میں گزرتا ہے۔ اُس کا محاسبہ یا جانچ
پڑتال کرتا رہتا ہے۔ اگر خدا محیط کل نہ ہو تو یہ امر واقعہ
ظہور میں نہیں آسکتا۔ پس پرماتما کی سرودیا پکتا عقل
کا مصالحہ اور نوع انسان کا فطرتی یقین ہے۔ علاوہ ازیں
خدا کو ہمہ جا حاضر و ناظر ماننے میں بہت بڑے فوائد ہیں۔
مثال کے طور پر ہم صرف پانچ ذیل میں درج کرتے ہیں
اور اُن کی توضیح ناظرین کی قوت متخلیہ پر چھوڑتے ہیں
(۱) پہلا فائدہ۔ اس عقیدہ کے رو سے بلا لحاظ مذہب
و ملت۔ رنگ و صورت ہر شخص پرماتما تک رسائی حاصل
کر سکتا ہے ÷
(۲) دوسرا فائدہ۔ صرف یہی عقیدہ اسرار کائنات کی عقدہ
کشائی کر سکتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اُن وہمی وجودوں کو
بالائے طاق رکھ دیتا ہے جنہیں شاعرانہ خیالات نے
پیدا کیا ہے۔ اور جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ نظام
کائنات کے مہتمم ہیں ÷
(۳) تیسرا فائدہ۔ یہ ہر قسم کے پوپ ڈم اور گورو ڈم کی
بیخ کنی کرتا ہے۔ اور مذہب کے نام سے غلامی پھیلانے
والے اور مردم پرستی کو رواج دینے والے متفنی اشخاص
کے مکر و فریب کی پوری پوری قلعی کھولتا ہے ÷
(۴) چوتھا فائدہ۔ یہ عقیدہ ہمارے دلوں میں ایک ایسا

پاک اثر پیدا کر دیتا ہے کہ جس سے ہم سچی روحانی آزادی
کو فائز ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو ہر وقت اُس سرومیا پک
دیا لو جگت جننی کی پریم گود میں موجود پاتے ہیں۔ جو کہ تمام
راحتوں کا سرچشمہ ہے اور ہمارے سفر دُنیا کا آخری ٹھکانہ
ہے۔ اس طرح پر وہ پرماتما ہمارے غرض اور پرستش کا
نزدیک تریں مقصد ہو جاتا ہے ؎

(۵) پانچواں فائدہ۔ یہ عقیدہ ہماری خوے و خصلت کی
بد اطواریوں کو صاف کرکے ہمارے روحانی قوائے کو غیر
معمولی تقویت دیتا ہے اور ہمارے اندر نوجیون پیدا کر دیتا ہے ؎
اگر کوئی شخص ایک مرتبہ صدق دل سے پرماتما کو ہر جگہ حاضر وناظر سمجھ لے
اور یہ نشچے کرلے کہ وہ ہمارے تمام خیالات کو اول سے آخر تک جزواً کلاً
جانتا ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں اُسکے نتائج سے بھی وہ باخبر ہے تو
وہ یک لخت بُرائی سے باہر آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تاریک سے
تاریک اور تنہا سے تنہا گوشہ میں بھی عیب کرنے سے رُک جاتا ہے۔
جبکہ دل کی شرارت دور ہو جاتی ہے تو روح اپنے ذاتی
جاہ و جلال کے ساتھ چمکنے لگ جاتی ہے۔ وہ
مخلوقات کے رو برو اپنی کامل پاکیزگی کی وجہ سے
تاباں ہو جاتی ہے۔ اور اُس سے از سرتا پا نیک کام ظہور
میں آتے ہیں ؎

لیکن دین عیسوی۔ اسلام اور پورانک مت متانتر جن کی
بُنیاد کہ دور از قیاس قصے کہانیوں اور بعید از عقل افسانوں

اور داستانوں پر رکھی گئی ہے۔ اس پاک عقیدہ کے بجائے یہ تعلیم دیتے ہیں کہ خدا ساتویں آسمان پر یا بیکنٹھ میں مقیم ہے۔ جہاں ہر وقت فرشتے۔ اینجل یا السپرائیں صف باندھے اُس کے حضور میں کھڑے ہیں اور دن رات اُس کی حمد و ثنا کے گیت گا رہے ہیں۔ گویا دُنیاوی بادشاہوں یا راجوں کی طرح وہاں دربار لگا ہوا ہے۔ خدا کے احکام و فرمان بجا لانے اور پیغام پہونچانے کے لیئے خاص خاص فرشتے یا دُوت مقرر ہیں جو ہر وقت اپنی ڈیوٹی پر موجود رہتے ہیں۔ موجودات کے انتظام کے لیئے ہر ایک صیغہ کا جُدا جُدا فرشتہ مہتمم ہے۔ کسی کے سپرد نباتاتی عالم کا انتظام ہے۔ کوئی حیواناتی عالم کا مینیجر ہے۔ دو فرشتوں کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ دن رات انسانوں کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ حیات و موت کے فرشتے جُدا جُدا ہیں۔ غرضیکہ خدا اسی قسم کے کارکنوں اور موکلوں کے سہارے اپنی خدائی چلا رہا ہے۔ سوائے گاہے گاہے کبوتر کی شکل میں زمین پر اُترنے۔ بادلوں کی اوٹ میں پیغمبروں کے ساتھ بات چیت کرنے اور کبھی کبھی اوتار دہارن کرنے کے وہ شاذو نادر ہی اپنے جائے قیام سے قدم باہر رکھتا ہے اس طفلانہ عقیدہ کی بنا اس غلط خیال پر ہے کہ خدا نے صرف زمین اور آسمان کو ہی پیدا کیا ہے۔ آسمان پر تو فرشتے اور حوریں یا اینجل یا السپرٹیں آباد ہیں۔ اور زمین انسانوں

اور حیوانوں وغیرہ سے آباد ہے۔ انترکش میں جو بے شمار لوک لوکانتر نظر آتے ہیں۔ وے قندیلیں یا اسی قسم کی اور زیبایشی چیزیں ہیں جو کہ آسمان کے اندر جڑی ہوئی ہیں۔ یا دیوتے اور رشی ہیں۔ جیسا کہ پورانکوں کا عقیدہ ہے لیکن علم ہیئت بڑے زور سے ثابت کرتا ہے کہ صرف ہماری زمین ہی انسانوں وغیرہ سے آباد نہیں ہے۔ بلکہ اور بھی بے شمار لوک لوکانتر ہماری دنیا کی طرح آباد ہیں۔ جن میں سے بعض اتنے بڑے بڑے ہیں کہ ہماری زمین اُن کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ خدا کی بادشاہت صرف ایک سورج۔ چاند اور ہماری زمین یا ایک ہی سولر سسٹم کے اندر محدود نہیں ہے۔ بلکہ بے شمار سورج۔ بے شمار چاند۔ بے شمار سیارے اور انگنت سولر سسٹم ہیں جو کہ اس عالمگیر طاقت کے سہارے بے پایاں خلا کے اندر اپنے اپنے راستوں پر چکر لگا رہے ہیں۔ خدا کو تمام لوک لوکانتروں میں غیر موجود اور صرف آسمان میں مقیم ماننے سے یہ سوال عقلی طور پر ہرگز حل نہیں ہو سکتا کہ خدا ایک جگہ پر بیٹھا ہوا موجودات کا انتظام کیونکر کر سکتا ہے۔ اور ہر ایک کے دل کی بات کیسے جان سکتا ہے۔ کسی محدود ہستی یا وجود کی طاقت یا علم غیر محدود نہیں ہو سکتا اس لیئے اگر پرماتما کو سروویاپک نہ مانا جاوے تو وہ علیم کُل بھی نہیں ہو سکتا اور علیم کُل نہ رہنے سے موجودات

کا خالق و مالک نہیں ٹھہر سکتا۔ وہ ایک برائے نام خدا رہ جاتا ہے۔ جس کے ماننے یا عبادت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ بلکہ یوں کہئے کہ اُس کی ہستی ہی معدوم ہوجاتی ہے۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ موجودات کے اندر ہر وقت کئی قسم کے تغیرات و تبدلات تمام بنی ہوئی اشیاء کے اندر واقعہ ہوتے رہتے ہیں۔ ہر لمحہ بے شمار جاندار پیدا ہوتے اور مرتے ہیں یہ تمام مظہرات جن کے وقوع پذیر ہونے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ایسے نتایج ہیں جو کہ تمام کرُوں میں ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اُن کے بواعث اور خصوصاً اُن میں سے سب سے مقدم باعث یعنی علت اولےٰ خدا بھی کرّوں کے اندر اُن کے ساتھ موجود ہونا چاہئے۔ کیونکہ علت و معلول کی ہستی اور فعل کا انحصار ہمیشہ لازم ملزوم ہونے کے سبب اور اُن کا باہمی تعلق اس قدر نزدیک اور لاینفک ہوتا ہے کہ اُن کو ایک دوسرے سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ علت فاعلی کی عدم موجودگی میں کوئی فعل یا واقعہ وقوع پذیر نہیں ہو سکتا۔ تمام سلسلۂ سائنس میں ایک بھی مثال اس قسم کی نہیں ملتی کہ جو یہ ثابت کر سکے کہ واقعات اپنے اصلی علتوں کے بغیر بھی وقوع میں آجایا کرتے ہیں لیکن اگر سر و دیا پکتا کے کاموں کی تکمیل کے لئے خُدا کے بجائے دیگر کارکُن مقرر کئے جاویں تو بہت سے

خدا یا دیوتا ہو جائیں گے۔ جس سے وحدانیت کافور ہو گی۔
اور شرک قائم ہو جائیگا۔ اگر چیتنتا (ذی شعوری) کے
کاموں کو مادّہ کی ازلیت سے منسوب کیا جاوے تو ہمارے
پاس خدا کی ہستی کے اثبات میں کوئی بھی ثبوت نہیں
رہے گا۔ اور ہم دہریہ پن کے بے کنار سمندر میں
جا پڑیں گے۔ قصہ کہانیوں کے مذاہب کے یہ تمام پوشیدہ
عیوب پرماتما کی سروویاپکتا کے اٹل سدّھانت کے سامنے
کافور ہو جاتے ہیں۔ خدا کو ایک جگہ پر مقیم ماننے کے عقیدہ
پر جو اس قسم کے بھاری اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔
قصہ کہانیوں کے مذاہب ان کا کوئی تسلی بخش جواب
نہیں دیتے۔ انہوں نے صرف تہی دماغ اور کمزور طبیعت
انسانوں کے لئے یہ ڈھکوسلہ گھڑ رکھا ہے۔ کہ جب کبھی
دُنیا میں گناہ بڑھ جاتا ہے تو خدا اپنے جائے قیام کو چھوڑ
کر خود دُنیا کے اندر آتا ہے یا اپنے کسی خاص سفیر یا ایلچی
کو بھیج دیتا ہے۔ لیکن چونکہ خدا کے اوتار اور پیغمبر
(کیونکہ ان ناموں سے وے پکارے جاتے ہیں) اُنہیں
قوانین کے تابع تھے۔ جن کے ماتحت کہ دیگر مخلوق
ہیں اور اُن کاموں میں اُن کا مطلق دخل نہیں تھا
جو کہ قادر مطلق طاقت کے محتاج ہیں۔ اُن کا مشن
پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور نہ تو وہ گناہ کو بھی دُنیا سے
کم نہیں کر سکے جو کہ اُن کے مشن کا مقصد تھا بلکہ برعکس اس کے

اُنھوں نے اپنی مثالوں سے گناہ کو تقویت دی اور اُن کے بعد گناہ
اور بھی بڑھگیا۔ جیساکہ تواریخ رو رو کر اُن جگر خراش تباہیوں کی دردناک
کہانی بیان کرتی ہے جو کہ ہندو ازم کے سنگراموں۔ دینِ عیسوی کے کروسیڈوں
اور محمدن ازم کے جہادوں میں بنی نوع انسان پر نازل ہوئیں۔
اِس قسم کے عقیدے تو ہمات باطلہ کے بے شمار
بُرے نتائج میں سے ہم صرف مثال کے طور پر ذیل
میں درج بیان کرتے ہیں :-

(۱) جہالت شدہ شدہ اِس امر کی متقاضی ہو جاتی ہے
کہ وہ پیغمبری یا اوتار کا دعوٰے کرنے لگتی ہے۔ اور
اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تیغ و تبر سے
کام لینے کا حوصلہ پکڑتی ہے۔ دوسری جانب
علمیت کے ذریعہ انسان اپنی ہستی کو ناچیز سمجھتا
ہوا کبھی اِس قسم کا لغو اور کفر آمیز خیال دل میں
نہیں لاتا۔ اور نہ کوئی دعوٰے باطل کرنے کی جرأت
کرتا ہے +

(۲) جس بنا پر خدا یعنی اوتار اور پیغمبری کا دعوٰے کیا
جاتا ہے۔ اُس کو ثابت کرنے کی بالکل کوشش
نہیں کی جاتی بلکہ اُسے راز یا اسرار کے پردہ میں
پنہاں رکھا جاتا ہے تاکہ تارِ نظر وہاں تک نہ پہنچ
سکے ٭

(۳) خدا پر جو لاتغیّر ہے تغیّر پذیر ہونے کا بیہودہ الزام

اور اُس کے یکساں منشا میں تغیّر و تبدل ظاہر کرنا
یہ جملہ امور خدا میں معمولی انسانی کمزوریاں داخل
کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُسے کمتر کرتے کرتے
کمتر از بہایم بنا دیتے ہیں۔ سائنس کی بے خطا آنکھ
نے صحیفۂ قدرت کا مطالعہ کرتے ہوئے یا اپنے
مالک کی تواریخ کو پڑھتے ہوئے کبھی کوئی ایسا
واقعہ مشاہدہ نہیں کیا۔ جہاں صانع قدرت نے
اپنے مافی الضمیر کو تبدیل کر لیا ہو۔ ہم نہیں جانتے
کہ عقاید باطلہ کے پیرو کاروں نے یہ کہاں سے
اور کیونکر دریافت کر لیا۔ کہ خدا نے ایک دو چار
دس بیس مرتبہ ہی اپنے منشاء کو نہیں بدلا۔ بلکہ
وہ آئندہ بھی اسی طرح بدلتا رہیگا۔ غور فرمائیے کہ
یہ لوگ خدا کے مجسم ہونے یا پیغمبر بھیجنے کی کس
طرح سے توقعہ کرتے ہیں۔ پورانک کہتے ہیں۔ کہ
نشکلنک اوتار ہونے والا ہے۔ عیسائی یہ امید باندھے
بیٹھے ہیں کہ حضرت مسیح پھر جی اُٹھیں گے محمدیوں
کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی پیدا ہونگے ؛

(۴) خدا کے علم و معرفت کو فائز ہونے کا شوق علت
اولے (خد) کو مشاہدہ کے میدان سے ہٹا کر پست کر دیا
گیا ہے۔ یہی طریق متلاشئ حق کو متحرک کرنے والا
ہے۔ اور سائنس کے سہل راستہ کو اس حرکت

(علت اولےٰ کو جائے وقوعہ سے علیحدہ کر دینا اسے دشوار گزار بنا دیا گیا ہے ٭

(۵) قصہ کہانیوں کے مذاہب خدا سے ہمارا تعلق چھوڑا کر ہمیں ایک پُر درد عقیدہ سکھانا چاہتے ہیں یہ عقیدہ بذاتہ ایسا تکلیف دہ ہے کہ ہر ایک مذہب کے پیشوا اول عمداً یہ تعلیم دیتے ہیں کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تاکہ لوگوں کا دل نہ دکھے گو بعد میں ان کے قول و فعل اس کے منافق ثابت ہوتے ہیں کیا اوتار اور پیغمبری کے عقیدہ کے حامی مذاہب کو باطل ٹھہرانے کے لئے یہی بنا کافی نہیں ہے کہ وہ انسانی فطرت کو ٹھیس پہونچانے والی اس قسم کی لغو تعلیم دیتے ہیں۔ کہ خدا صرف بہشت کی چار دیواری میں مقید ہے ٭

(۶) خدا کا جسم میں آنا یا پیغمبر و نبی بھیجنا اُس کے عدل و انصاف پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یعنی اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ چند اشخاص کی خاص رعایت کرتا ہے اور باقی دنیا بھر کے آدمیوں سے مہنہ پھیر لیتا ہے جو خداوند کریم کے انصاف اور رحم و کرم کے اسی درجہ مستحق ہیں جتنے کہ مقبولانِ خاص ٭

(۷) جبکہ خدا کی قیام گاہ کا لوگوں کو پتہ نہیں لگتا تو بُت پرستی اپنا دخل کر لیتی ہے۔ یعنی یہ لوگوں کو

اپنی طرف یہ کہ کر مدعو کرتی ہے کہ خدا کی قیام گاہ بُتوں کے اندر ہے اور ایمانداروں کی آنکھ کو بُتوں کی ظاہری چمک دمک اور گوٹے کناری۔ سونے چاندی کے زیوروں وغیرہ سے چکا چوند میں ڈال دیتی ہے؛

(۸) پُجاری اور مجاور جاہل لوگوں کی اس بُت پرستانہ خصلت کا خوب فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مندر اور خانقاہیں۔ تیرتھ اور زیارتگاہیں خدا کے قیام گاہ۔ اور بیت اللہ مشہور ہو جاتے ہیں۔ مندروں اور خانقاہوں۔ تیرتھوں اور زیارت گاہوں میں بُتوں کی زیارت اور حج وغیرہ کے لئے لوگوں کے گروہ کے گروہ جاتے ہیں۔ جہاں پُجاری اور مجاور جو کہ بالعموم مجسم نجاست و بُخل ہوتے ہیں اُن کو خوب اُلٹے اُسترے سے مونڈتے ہیں؛

(۹) دین برحق کا ایک خاص پھل یا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ ہمیں خدا کی قربت حاصل کرادے مگر اس کے برعکس یہ عقیدہ کہ خدا ہم میں نہیں ہے۔ وہ ایک خاص جگہ مقیم ہے بُرائیوں کی تعداد کو بہت بڑھا دیتا ہے۔ یہ طفلانہ خیال کہ فرشتے انسانوں کے کندھوں پر سوار رہتے ہیں اور اُن کے حرکات و سکنات کی نگرانی رکھتے ہیں کسی کو بُرائی سے بچا نہیں سکتا۔ وجہ یہ کہ اول تو علم و عقل کی روشنی

ہیں اس گھڑنت پر انسان کا اندرونی اعتقاد ہی نہیں جم سکتا۔ دوسرے ان مذاہب میں فرشتوں اور دوتوں کے متعلق جو قصے کہانیاں مانی جاتی ہیں وہ صاف بتلاتی ہیں کہ فرشتے بھی بد اخلاق ہوتے ہیں۔ رعب و حکومت میں آجاتے ہیں۔ اور رشوت قبول کر لیتے ہیں ✤

(۱۰) عقیدۂ اوتار اور پیغمبری کا سب سے مکروہ نتیجہ یہ ہے کہ خدا پرستی میں ایک رُکاوٹ حائل ہو جاتی ہے۔ شرک وحدانیت کو دبا لیتا ہے۔ یعنی یہ عقیدہ لوگوں کو یہ گمراہ کرنے والی تعلیم دیتا ہے کہ ہم براہ راست خدا تک نہیں پہونچ سکتے۔ یہ عقیدہ لوگوں کو اجازت نہیں دیتا کہ دے خدا کی بلا واسطہ پرستش کریں بلکہ یہ سکھاتا ہے کہ بیچ بچولیوں کو جو انہیں کی مانند کمزور اور فانی ہیں نذر و نیاز دیں اور اُن کے وسیلہ سے اپنی دعائیں خدا تک پہونچائیں ✤

القصہ تمام اس قسم کے مائی تھالوجیکل عقیدے انسانوں کو اُس پاک پروردگار سے منحرف کراتے ہیں۔ اور مردم پرستی اور شرک و کفر کو پھیلاتے ہیں گو اِن میں کہیں کہیں کوئی ذرہ وحدانیت اور خدا پرستی کا بھی نظر آجاتا ہے۔ لیکن فی الجملہ یہ طریق کفر و الحاد کے ایسا ہی قریب ہوتا ہے جیسا کہ شام کی شفق کے قریب

تاریکی۔ وجہ یہ کہ انسان اور اُس کے خالق کے درمیان
ایک تاریک جسم کو حائل کر دیتا ہے جیسے زمین اور
سورج کے درمیان چاند آجاتا ہے۔ اور اس طرح سے
یہ ایک روحانی گرہن پرماتما روپی سورج کو لگا کر عقل
و دانش کو جزواً یا کلاً تاریک کر دیتا ہے۔ اس مکروہ اور
مشرکانہ عقیدہ سے کامل رُستگاری کی یہی ایک تدبیر ہو
سکتی ہے کہ **وید مقدس** کی تعلیم کو قبول کیا جاوے
جو ہمیں صاف طور پر یہ ہدایت کرتا ہے کہ پرماتما سرو ویاپک
ہے۔ وہ تمام موجودات کے اندر ایک سم سمایا ہوا
ہے۔ اسی لئے وید میں اُس کو **سرو انتر آتما** کر کے پکارا
گیا ہے۔ اسی طرح سے ہم ان بیچ بچولیوں (پیغمبروں
وغیرہ) کو جو ہم کو پرتو حق سے بہت کچھ محروم کر دیتے
ہیں اپنے راستہ سے دور کر سکتے ہیں۔ اور اسی زندگی
کے اندر اُس نور مطلق پروردگار کا علم و معرفت حاصل
کر کے منشیہ جنم کو سپھل کر سکتے ہیں اور یہ ہی آریہ سماج
کی تعلیم ہے ✣ اوم شم ✣

تمام شد

بھجن

ہے جس نے سارے وشو کو دھارن کیا ہُوا ۔ ۱ ۔ وہ ہے ہر ایک وستو کے اندر رما ہُوا

ملتا نہیں ہے اِس لئے اگیانیوں کو وہ ۔ ۲ ۔ اگیان کا ہے بُدھی پہ پردہ پڑا ہُوا

دُنیا کے دُکھ رُوپ سمدہ سے رہیں وہ پار ۔ ۳ ۔ جگدیش سے ہے پریم بھی جنکا لگا ہُوا

سبھی خوشی سے رہتے ہیں وہ جن سدا الگ ۔ ۴ ۔ من جنکا وِشے بھوگ ہیں ہووے پھنسا ہُوا

من تو ملین ویسا ہی مُورکھ رہا تیرا ۔ ۵ ۔ گنگا میں روز جا کے نہایا تو کیا ہُوا

کھوتے ہیں کھیل کُود میں جو عُمر رائیگان ۔ ۶ ۔ افسوس اُنکی بُدھی کو کیا جانے کیا ہُوا

اگیانیوں سے رہتا ہے کیول وہ دُور دُور ۔ ۷ ۔ کھُل جاوے گیان چکشو تو وہ ہے مِلا ہُوا

آریہ پترکا لاہور

اصفحہ کا یہ ہفتہ وار اخبار ہر سنیچر کو انگریزی زبان میں لاہور سے پنجاب آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور کی طرف سے شائع ہوتا ہے جس میں ویدک دھرم سمبندھی سماچار اور گوروکل وید پرچار فنڈ آدی فنڈوں کے متعلق خبریں اور ویدک سدھانتوں پر متانت سے بحث ہوتی ہے اور تمام لوگوں کے لئے روئے زمین کی تازہ اور عجیب خبریں بھی درج ہوتی ہیں چندہ معہ محصول ڈاک لاہور والوں سے للعہ اور باہر والوں سے پانچ روپیہ لیا جاتا ہے۔ ایک پرچہ کی قیمت ۲ر ہے۔

آریہ مسافر میگزین

یہ ۴۸ صفحہ کا ماہوار رسالہ اردو زبان میں ہر ماہ ہردوار سے شائع ہوتا ہے اس میں اردو دانوں کے لئے ویدک دھرم اور دیگر مت متانتروں کی نسبت مفصل عالمانہ بحث ہوتی ہے سالانہ چندہ معہ محصول ڈاک صرف تین ۳ روپئے۔ درخواستیں

بنام لالہ وزیر چند مینجر

اوم

آریہ سماج کے نیم

۱- سب ست وِدّیا اور ست وِدّیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی سول پرمیشور ہے۔

۲- ایشور سچدانند سروپ- نراکار- سروشکتیمان- نیاکاری- دیالو- اجنما- اننت- نروکار- انادی- انوپم- سرو ادھار- سرویشور- سرو ویاپک- سرو انتریامی- اجر- امر- ابھے- نت پوتر اور سرشٹی کرتا ہے- اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

۳- وید ست وِدّیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔

۴- ست گرہن کرنے اور است کے چھوڑنے میں سرودا اُدیت رہنا چاہیئے۔

۵- سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کے کرنے چاہیئیں۔

۶- سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے- ارتھات شاریرک آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا۔

۷- سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھایوگ برتنا چاہیئے۔

۸- اوِدّیا کا ناش اور وِدّیا کی وردھی کرنی چاہیئے۔

۹- پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے- کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے۔

۱۰- سب منشیوں کو ساماجک سرو ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر ہیں +

آریہ پستک پرچار — ٹریکٹ نمبر ۲

اوم

پرماتما کی سروویاپکتا

جو اس متحرک و غیر متحرک جگت میں ویاپک ہو کر
سب کو انتظام میں رکھتا ہے وہ ایشور کہلاتا ہے

یجروید - ادھیائے ۴۰ - منتر ۱ -

زیر نگرانی و اہتمام مہاشہ وزیر چند ادھشٹاتا محکمہ آریہ پستک پرچار
قائم کردہ
شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب تیار ہو کر
شائع ہوا

آریہ سموت ۱۹۷۲۹۴۹۰۰۶ — عیسوی سنہ ۱۹۰۴

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

ओ३म् ।

सा० संख्या ———— पंजिका संख्या ————

पुस्तकों पर सर्वप्रकार की निशानियां लगाना अनुचित है ।

कोई विद्यार्थी पन्द्रह दिन से अधिक पुस्तक नहीं रख सकता ।

اوم

پرماتما کی سرودیاپکتا

جو اس متحرک و غیر متحرک جگت میں ویاپک ہو کر سب کو انتظام میں رکھتا ہے وہ ایشور کہلاتا ہے (یجروید ۴۰-۱)

دنیا میں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر تمام جہان کے فیلسوف متفق الرائے ہیں تو وہ یہ ہے کہ "ایشور سرویاپک ہے" سپینوزا کا قول ہے کہ "ہم خدا میں رہتے ہیں" ہربرٹ سپنسر صاحب فرماتے ہیں کہ "اس برہمانڈ میں اور خود ہمارے اندر جو شکتی (خدا) مظہرات قدرت کے ذریعہ سے ہر جگہ موجود پائی جاتی ہے۔ اُس کے اندر ہم رہتے حرکت کرتے اور زندگی بسر کرتے ہیں" ہم جب خود اپنی کتب مقدسہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ویدک فلاسفی جو تمام روئے زمین

کے علوم حقیقی کا منبع و مخزج ہے اور جس کے سمجھنے کے
لئے بوجہ اُس کے لطیف و دقیق ہونے کے زیادہ عقل و
ادراک اور فہم و فراست کی ضرورت ہے بڑے زور سے
ثابت کرتی ہے کہ "جو اس متحرک و غیر متحرک جگت میں ویاپک
ہوکر سب کو انتظام میں رکھتا ہے وہ ایشور کہلاتا ہے" "تمام
لوک لوکانتر اسی میں قائم ہیں" "وہ پرمیشور سب مخلوق میں
محیط ہوکر سب کا دہارن کر رہا ہے" اوپنشدیں بھی جو کہ آریہ
ورت کے علم الہیات کا مخزن ہیں اسی رائے کا اظہار
کرتی ہیں جیسا کہ "وہی ذات واحد تمام کائنات پر قادر محیط
و بسیط کل ہے"

صرف کتابی شہادت پر ہی ہمارا یہ عقیدہ مبنی نہیں ہے
کہ "پرماتما سرو ویاپک ہے" بلکہ اگر ہم اپنی زندگی کے روز مرہ
کے تجربات اور واقعات پر غور کریں۔ تو ایک حق جو دل
کے لئے بہت بڑی شہادتیں ایسی مہیا ہو جاتی ہیں۔ کہ

(१) ईशा वास्यमिदं सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत्।

(२) तस्मिन् हतस्थु भुवनानि विश्वा।

(३) विभु प्रजासु

(४) एको वशी सर्व भूता नारात्मा।

بد اعتقادی پاس تک نہیں آ سکتی۔ مثلاً اگر ہم سیر کرتے ہوئے کسی کھیت کی جانب نکل جائیں۔ تو ہمارا یہ عقیدہ کہ "پرماتما سروویاپک ہے"، خود بخود استحکام پذیر ہوتا ہے۔ وہاں ہم سرسبز و شاداب فصل کو حرارت آفتاب کی وجہ سے پختگی کی جانب مائل دیکھتے ہیں۔ لیکن چند ماہ پیشتر وہی کھیت صاف چٹ میدان پڑا تھا۔ اگر کوئی کاشتکار اس کھیت کو نہ بوتا تو وہاں ایک پتہ بھی نظر نہ آتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر اُس کھیت میں بیج نہ بکھیرے جاتے تو کوئی پیداوار ہرگز نہ ہوتی یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ تخم ریزی کا نتیجہ ہے۔ علےٰ ہذا جو مثال اس موقعہ پر عائد ہوئی ہے وہی تمام نباتاتی عالم پر یکساں صادق آ سکتی ہے۔ یعنی کہ پودے بیجوں سے پیدا ہوتے ہیں یا اسی طرح جڑوں یا قلموں وغیرہ سے۔ چونکہ بیج اول میں ڈالا جاتا ہے۔ اور پودے بعد میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیئے سائنس کی ممتاز زبان میں ان کو مظہر نباتات میں علت و معلول کے نام سے نامزد کیا گیا ہے ؛

اب اگر ہم اپنے مشاہدے کو عالم حیوانات کی طرف پھیلائیں تو وہاں بھی بلا تفاوت یہی علت و معلول کا سلسلہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک انڈے کے خول کے اندر سے ایام معینہ کے بعد ایک خوبصورت کبوتر برآمد ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ جو کچھ ہم روئے زمین پر دیکھتے ہیں وہ ضرور کسی خاص باعث

کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بغیر علت کے ہم دنیا میں کوئی ہستی بھی تصور میں نہیں لا سکتے ٭

دل کے فطرتی خاصہ سے ہم اپنے ارد گرد کی اشیاء کے بواعث دریافت کرنے کے لئے مجبور کئے جاتے ہیں اور نیچر کی عملداری میں مشاہدہ سے دل کے اس میلان کی بلا شبہ تصدیق ہوتی ہے۔ جیسا کہ مذکورۃ الصدر مثالوں سے واضح کیا گیا ہے۔ ہمارا دل کسی ایسی مقدار ہستی کو تصور میں نہیں لا سکتا جو کہ مطلقاً نئی ہو۔ بلکہ یہ ہر ایک چیز کو پیشتر سے موجود اجزا کی صرف تبدیل صورت خیال کرتا ہے پس یہ دُنیا اور ما فیہا خاص خاص بواعث کے نتائج ہیں۔ پھر اگر ہم اِن بواعث کی فرداً فرداً جانچ پڑتال کریں۔ تو چھان بین کرتے ہوئے انجام میں چند ابتدائی اصول رہ جاتے ہیں جو کسی حالت میں بذاتہٖ دیگر بواعث کے نتائج نہیں ہو سکتے۔ یہ اصول صرف تین ہیں۔ فلسفہ میں ان کو عِلتِ فاعلی۔ عِلتِ مادی۔ اور علتِ غیر کا نام دیا گیا ہے۔ علتِ فاعلی اُس کو کہتے ہیں کہ جس کے بنانے سے کوئی شے بن سکے۔ اور جس کے نہ بنانے سے کچھ نہ بنے جو خود کسی سے نہ بنا ہو اور دوسری چیزوں کو بنا کر مختلف صورتوں میں ظاہر کرے۔ عِلت فاعلی دو قسم کی ہے۔ ایک تمام کائنات کو حالتِ علت سے بنانے والا۔ قائم رکھنے والا اور فنا کرنے اور نیز سب کا انتظام کرنے والا اور مقدم

علت فاعلی پرماتما ہے۔ دوسرا پرمیشور کی کائنات میں سے اشیاء کو لے کر کئی طریق سے مختلف چیزیں بنانے والا دوم علت فاعلی جیو (روح) ہے۔ علت[2] مادی اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس کے بغیر کچھ نہ بنے اور وہ بنانے سے مختلف صورتوں میں ظاہر ہو اور پھر بگڑ جائے۔ علت مادی پرکرتی یعنی مادہ ہے جس کو تمام کائنات کے بنانے کا لوازمہ کہتے ہیں۔ علت[3] غیر اُس کو کہتے ہیں کہ جو بنانے کا آلہ اور عام علت ہو۔ جب کوئی چیز بنائی جاتی ہے۔ تب مختلف ذریعوں یعنی۔ علم۔ نگاہ۔ طاقت ہاتھ اور طرح طرح کے آلات اور مکان زمان۔ اور آکاش (خلا) علت عام کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً جس قلم سے کہ ہم لکھ رہے ہیں۔ اُس کا بنانے والا کاریگر علت فاعلی ہے۔ لوہا وغیرہ مصالحہ جس سے کہ قلم بنی ہے۔ علت مادی ہے۔ اور کل وغیرہ علت غیر ہے۔ اِن تینوں علتوں کے بغیر کوئی شے بھی نہیں بن سکتی اور نہ بگڑ سکتی ہے۔ مگر یہ ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ علم کی صداقت جو کہ ہم اس طریق پر دنیا میں حاصل کرتے ہیں وہ ہمارے ہی مادی کرہ کی تا چیز حدود کے اندر محدود نہیں ہے۔ بلکہ بے پایاں خلا کے اندر بسے ہوئے انگنت لوک لوکانتروں تک اس کی رسائی ہے۔ بطور نظیر ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا علم ہیئت کے شماروں کی صداقت کسوف خسوف نہیں ہوا کرتے ہیں؟

در حقیقت ایسا کبھی نہ ہوتا اگر ہمارا علم اِس مادی کُرّے کی اشیاء کے دائرہ سے باہر نہ جا سکتا ۔

پس جو کچھ کہ اوپر کہا گیا ہے اُس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ عِلّت و معلول کا باہمی تعلق اِس قدر گاڑھا لائینفک اور غیر متغیّر ہے کہ کوئی نتیجہ ظہور میں نہیں آ سکتا۔ جب تک کہ اُس کا ملحقہ باعث موجود نہ ہو۔ عِلّت کو ایک طرف رکھ دیجیئے اور معلول کی ہستی نا بود ہو جائیگی پس تمام چیزیں اپنے بواعث کی موجودگی سے اپنی ہستی میں قائم رکھی جاتی ہیں۔ اِن بواعث میں سے سب سے اصلی اور انتہا درجہ کا ضروری باعث۔ یعنی عِلّت اولےٰ پر ماتما ہے۔ جس کی موجودگی اس کائنات کے ذرہ ذرہ میں درخشاں ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ اِس دنیا کی تمام چیزیں ہمیشہ بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں اور اِس بننے اور بگڑنے میں کسی انسان کا ہاتھ نہیں ہوتا ہے۔ اِس لئے صرف پر ماتما کی موجودگی ہی نہیں بلکہ ہر وقت اُس کا دستِ قدرت ہر جگہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے ۔

اگر ہم دور بین کے ذریعہ سے گگن منڈل کا مشاہدہ کریں تو بے شمار لوک لوکانتر ہمارے کُرّہ کے برابر بلکہ اِس سے بھی بہت بڑے بڑے آکاش کے اندر بسے ہوئے درشٹی گوچر ہوتے ہیں۔ قوانین قدرت جن پر کہ ہمارا تمام علم مبنی ہے اپنی ہمہ جایگا نگت اور مطابقت کی

بنا پر ظاہر کرتے ہیں کہ وے بھی اُسی معمار حقیقی کے
کام ہیں۔ اور چونکہ وہاں جیسا کہ اور جگہ ہوتا ہے۔ تمام
اشیاء ہر لمحہ موت و حیات کے دروازوں سے ہوکر گزرتی
رہتی ہیں۔ پرماتما کی موجودگی اُن کے اندر ہر وقت یکساں
رہتی ہے۔ دوربین کے شیشے جس قدر دور نما ہونگے اُسی
قدر زیادہ اور بے شمار کرّے ہمیں دکھائی دیں گے۔
یہاں تک کہ اس قدرتی مشابہت اور یگانگت کو دیکھ کر
ہمارے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو جاتا ہے کہ خالق
موجودات بے پایاں آکاش کے اندر ایک سم ویاپک
ہے پس پرماتما کی نسبت ہمیں یقین واثق ہو جاتا ہے۔
کہ وہ ہر جگہ یکساں اور ایک ہی وقت میں تمام کائنات
کے ہر طبقہ کے اندر حاضر و ناظر ہے۔ پرماتما کی اگنت
صفات میں سے اس ہمہ جا حاضر و ناظر ہونے کی صفت
سے لابُد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ کسی جگہ کچھ اور کسی
جگہ کچھ اور نہیں ہو سکتا بلکہ پرسی پورن ہے یعنی ہر جگہ
یکساں اور مکمل ہے ؞

اسی طرح سے اور قیاس فرمائیے کہ نوع انسان کی عالمگیر
دانش باطنی یا القاء سے بھی پرماتما کی سرو ویاپکتا کی تصدیق
ہوتی ہے۔ جاپان۔ چین۔ برہما۔ انڈیا۔ ایران۔ یونان۔ اٹلی۔
فرانس۔ انگلینڈ اور امریکہ کے باشندے ایک ہی وقت میں
اپنے جداگانہ ممالک میں دعائیں مانگتے ہیں اور صدق دل

سے یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہماری مناجات کو سُنتا ہے۔ اور جو کچھ ہمارے دل میں گزرتا ہے۔ اُس کا محاسبہ یا جانچ پڑتال کرتا رہتا ہے۔ اگر خدا محیط کل نہ ہو تو یہ امر واقعہ ظہور میں نہیں آسکتا۔ پس پرماتما کی سردیا پکتا عقل کا مصالحہ اور نوع انسان کا فطرتی یقین ہے۔ علاوہ ازیں خدا کو ہمہ جا حاضر و ناظر ماننے میں بہت بڑے فوائد ہیں۔ مثال کے طور پر ہم صرف پانچ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور اُن کی توضیح ناظرین کی قوت متخلیہ پر چھوڑتے ہیں ؛

(۱) پہلا فائدہ۔ اس عقیدہ کے رو سے بلا لحاظ مذہب و ملت۔ رنگ و صورت ہر شخص پرماتما تک رسائی حاصل کر سکتا ہے ؛

(۲) دوسرا فائدہ۔ صرف یہی عقیدہ اسرار کائنات کی عقدہ کشائی کر سکتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اُن وہمی وجودوں کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے جنہیں شاعرانہ خیالات نے پیدا کیا ہے۔ اور جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ نظام کائنات کے مہتمم ہیں ؛

(۳) تیسرا فائدہ۔ یہ ہر قسم کے پوپ ڈم اور گورو ڈم کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اور مذہب کے نام سے غلامی پھیلانے والے اور مردم پرستی کو رواج دینے والے متفنی اشخاص کے مکر و فریب کی پوری پوری قلعی کھولتا ہے ؛

(۴) چوتھا فائدہ۔ یہ عقیدہ ہمارے دلوں میں ایک ایسا

پاک اثر پیدا کر دیتا ہے کہ جس سے ہم سچی روحانی آزادی کو فائز ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو ہر وقت اُس سرومیاپک دیالو جگت جننی کی پریم گود میں موجود پاتے ہیں۔ جو کہ تمام راحتوں کا سرچشمہ ہے اور ہمارے سفرِ دُنیا کا آخری ٹھکانہ ہے۔ اس طرح پر وہ پرماتما ہمارے غرض اور پرستش کا نزدیک ترین مقصد ہو جاتا ہے ؂

(۵) پانچواں فائدہ۔ یہ عقیدہ ہماری خوے و خصلت کی بد اطواریوں کو صاف کرکے ہمارے روحانی قوائے کو غیر معمولی تقویت دیتا ہے اور ہمارے اندر نوجیون پیدا کر دیتا ہے ؂
اگر کوئی شخص ایک مرتبہ صدقِ دل سے پرماتما کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھ لے اور یہ نشچے کرلے کہ وہ ہمارے تمام خیالات کو اول سے آخر تک جزواً کلاً جانتا ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں اُسکے نتائج سے بھی وہ باخبر ہے تو وہ یک لخت بُرائی سے باہر آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تاریک سے تاریک اور تنہا سے تنہا گوشہ میں بھی عیب کرنے سے رُک جاتا ہے۔ جبکہ دل کی شرارت دور ہو جاتی ہے تو روح اپنے ذاتی جاہ و جلال کے ساتھ چمکنے لگ جاتی ہے۔ وہ مخلوقات کے رو برو اپنی کامل پاکیزگی کی وجہ سے تاباں ہو جاتی ہے۔ اور اُس سے از سر تا پا نیک کام ظہور میں آتے ہیں ؂

لیکن دین عیسوی۔ اسلام اور پورانک مت متانتر جن کی بُنیاد کہ دور از قیاس قصے کہانیوں اور بعید از عقل افسانوں

اور داستانوں پر رکھی گئی ہے۔ اس پاک عقیدہ کے بجائے یہ تعلیم دیتے ہیں کہ خدا ساتویں آسمان پر یا بیکنٹھ میں مقیم ہے۔ جہاں ہر وقت فرشتے۔ اینجل یا السپرائیں صف باندھے اُس کے حضور میں کھڑے ہیں اور دن رات اُس کی حمد و ثنا کے گیت گا رہے ہیں۔ گویا دُنیاوی بادشاہوں یا راجوں کی طرح وہاں دربار لگا ہوا ہے۔ خدا کے احکام و فرمان بجا لانے اور پیغام پہونچانے کے لئے خاص خاص فرشتے یا دُوت مقرر ہیں جو ہر وقت اپنی ڈیوٹی پر موجود رہتے ہیں۔ موجودات کے انتظام کے لئے ہر ایک صیغہ کا جُدا جُدا فرشتہ مہتمم ہے۔ کسی کے سپرد نباتاتی عالم کا انتظام ہے۔ کوئی حیواناتی عالم کا مینجر ہے۔ دو فرشتوں کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ دن رات انسانوں کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ حیات و موت کے فرشتے جُدا جُدا ہیں۔ غرضیکہ خدا اسی قسم کے کارکنوں اور موکلوں کے سہارے اپنی خدائی چلا رہا ہے۔ سوائے گاہے گاہے کبوتر کی شکل میں زمین پر اُترنے۔ بادلوں کی اوٹ میں پیغمبروں کے ساتھ بات چیت کرنے اور کبھی کبھی اوتار دہارن کرنے کے وہ شاذو نادر ہی اپنے جائے قیام سے قدم باہر رکھتا ہے اس طفلانہ عقیدہ کی بنا اس غلط خیال پر ہے کہ خدا نے صرف زمین اور آسمان کو ہی پیدا کیا ہے۔ آسمان پر تو فرشتے اور حوریں یا اینجل یا السپرائیں آباد ہیں۔ اور زمین انسانوں

اور حیوانوں وغیرہ سے آباد ہے۔ انترکش میں جو بے شمار
لوک لوکانتر نظر آتے ہیں۔ وے قندیلیں یا اسی قسم کی
اور زیبایشی چیزیں ہیں جو کہ آسمان کے اندر جڑی ہوئی
ہیں۔ یا دیوتے اور رشی ہیں۔ جیساکہ پورانکوں کا عقیدہ ہے
لیکن علم ہیئت بڑے زور سے ثابت کرتا ہے کہ صرف ہماری
زمین ہی انسانوں وغیرہ سے آباد نہیں ہے۔ بلکہ اور بھی
بے شمار لوک لوکانتر ہماری دنیا کی طرح آباد ہیں۔ جن میں
سے بعض اتنے بڑے بڑے ہیں کہ ہماری زمین اُن کے
مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ خدا کی بادشاہت
صرف ایک سورج۔ چاند اور ہماری زمین یا ایک ہی سولر
سسٹم کے اندر محدود نہیں ہے۔ بلکہ بے شمار سورج۔
بے شمار چاند۔ بے شمار سیارے اور انگنت سولر سسٹم ہیں
جو کہ اس عالمگیر طاقت کے سہارے بے پایاں خلا کے
اندر اپنے اپنے راستوں پر چکر لگا رہے ہیں۔ خدا کو تمام لوک
لوکانتروں میں غیر موجود اور صرف آسمان میں مقیم ماننے
سے یہ سوال عقلی طور پر ہرگز حل نہیں ہو سکتا کہ خدا
ایک جگہ پر بیٹھا ہوا موجودات کا انتظام کیونکر کر سکتا ہے۔
اور ہر ایک کے دل کی بات کیسے جان سکتا ہے۔ کسی
محدود ہستی یا وجود کی طاقت یا علم غیر محدود نہیں ہو سکتا
اس لیئے اگر پرماتما کو سرو ویاپک نہ مانا جاوے تو وہ
علیم کُل بھی نہیں ہو سکتا اور علیم کُل نہ رہنے سے موجودات

کا خالق و مالک نہیں ٹھہر سکتا۔ وہ ایک برائے نام خدا رہ جاتا ہے۔ جس کے ماننے یا عبادت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ بلکہ یوں کہیئے کہ اُس کی ہستی ہی معدوم ہو جاتی ہے۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ موجودات کے اندر ہر وقت کئی قسم کے تغیرات و تبدلات تمام بنی ہوئی اشیاء کے اندر واقعہ ہوتے رہتے ہیں۔ ہر لمحہ بے شمار جاندار پیدا ہوتے اور مرتے ہیں یہ تمام مظہرات جن کے وقوع پذیر ہونے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ایسے نتائج ہیں جو کہ تمام کُروں میں ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اُن کے بواعث اور خصوصاً اُن میں سے سب سے مقدم باعث یعنی علت اولےٰ خدا بھی کُرّوں کے اندر اُن کے ساتھ موجود ہونا چاہیئے۔ کیونکہ علت و معلول کی ہستی اور فعل کا انحصار ہمیشہ لازم ملزوم ہونے کے سبب اور اُن کا باہمی تعلق اس قدر نزدیک اور لاینفک ہوتا ہے کہ اُن کو ایک دوسرے سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ علت فاعلی کی عدم موجودگی میں کوئی فعل یا واقعہ وقوع پذیر نہیں ہو سکتا۔ تمام سلسلۂ سائنس میں ایک بھی مثال اس قسم کی نہیں ملتی کہ جو یہ ثابت کر سکے کہ واقعات اپنے اصلی علتوں کے بغیر بھی وقوع میں آجایا کرتے ہیں لیکن اگر سر ودیا پکتا کے کاموں کی تکمیل کے لئے خدا کے بجائے دیگر کارکن مقرر کیئے جائیں تو بہت سے

خدا یا دیوتا ہو جائیں گے۔ جس سے وحدانیت کافور ہو گی۔ اور شرک قائم ہو جائیگا۔ اگر چیتنتا (ذی شعوری) کے کاموں کو مادہ کی ازلیت سے منسوب کیا جاوے تو ہمارے پاس خدا کی ہستی کے اثبات میں کوئی بھی ثبوت نہیں رہے گا۔ اور ہم دہریہ پن کے بے کنار سمندر میں جا پڑیں گے۔ قصہ کہانیوں کے مذاہب کے یہ تمام پوشیدہ عیوب پرماتما کی سروویاپکتا کے اٹل سدھانت کے سامنے کافور ہو جاتے ہیں۔ خدا کو ایک جگہ پر مقیم ماننے کے عقیدہ پر جو اس قسم کے بھاری اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ قصہ کہانیوں کے مذاہب اِن کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیتے۔ انہوں نے صرف تہی دماغ اور کمزور طبیعت انسانوں کے لئے یہ ڈھکوسلہ گھڑ رکھا ہے۔ کہ جب کبھی دُنیا میں گناہ بڑھ جاتا ہے تو خدا اپنے جائے قیام کو چھوڑ کر خود دُنیا کے اندر آتا ہے یا اپنے کسی خاص سفیر یا ایلچی کو بھیج دیتا ہے۔ لیکن چونکہ خدا کے اوتار اور پیغمبر (کیونکہ اِن ناموں سے وے پُکارے جاتے ہیں) اُنہیں قوانین کے تابع تھے۔ جن کے ماتحت کہ دیگر مخلوق ہیں اور اُن کاموں میں اُن کا مطلق دخل نہیں تھا جو کہ قادر مطلق طاقت کے محتاج ہیں۔ اُن کا مشن پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور نہ تو وہ خود گناہ کو بھی دُنیا سے کم نہیں کر سکے جو کہ اُن کے مشن کا مقصد تھا بلکہ برعکس اس کے

اُنھوں نے اپنی مثالوں سے گناہ کو تقویت دی اور اُن کے بعد گناہ اور بھی بڑھ گیا۔ جیسا کہ تواریخ رو رو کر اُن جگر خراش تباہیوں کی دردانگیز کہانی بیان کرتی ہے جو کہ ہندو ازم کے سنگراموں۔ دین عیسوی کے کروسیڈوں۔ اور محمدن ازم کے جہادوں میں بنی نوع انسان پر نازل ہوئیں۔

اس قسم کے بھدے توہمات باطلہ کے بے شمار بُرے نتائج میں سے ہم صرف مثال کے طور پر ذیل میں دس بیان کرتے ہیں :-

(۱) جہالت شدہ اس امر کی متقاضی ہو جاتی ہے۔ کہ وہ پیغمبری یا اوتار کا دعوےٰ کرنے لگتی ہے۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تیغ و تبر سے کام لینے کا حوصلہ پکڑتی ہے۔ دوسری جانب علمیت کے ذریعہ انسان اپنی ہستی کو ناچیز سمجھتا ہوا کبھی اس قسم کا لغو اور کفر آمیز خیال دل میں نہیں لاتا۔ اور نہ کوئی دعوےٰ باطل کرنے کی جرأت کرتا ہے +

(۲) جس بنا پر خدا یعنی اوتار اور پیغمبری کا دعوےٰ کیا جاتا ہے۔ اُس کو ثابت کرنے کی بالکل کوشش نہیں کی جاتی بلکہ اُسے راز یا اسرار کے پردہ میں پنہاں رکھا جاتا ہے تا کہ تارِ نظر وہاں تک نہ پہنچ سکے +

(۳) خدا پر جو لاتغیّر ہے تغیّر پذیر ہونے کا بیہودہ الزام

اور اُس کے یکساں منشا میں تغیر و تبدل ظاہر کرنا یہ جملہ امور خدا ہیں معمولی انسانی کمزوریاں داخل کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُسے کمتر کرتے کرتے کمتر از بہائیم بنا دیتے ہیں۔ سائنس کی بے خطا آنکھ نے صحیفۂ قدرت کا مطالعہ کرتے ہوئے یا اپنے مالک کی تواریخ کو پڑھتے ہوئے کبھی کوئی ایسا واقعہ مشاہدہ نہیں کیا۔ جہاں صانع قدرت نے اپنے مافی الضمیر کو تبدیل کر لیا ہو۔ ہم نہیں جانتے کہ عقاید باطلہ کے پیرو کاروں نے یہ کہاں سے اور کیونکر دریافت کر لیا۔ کہ خدا نے ایک دو چار دس بیس مرتبہ ہی اپنے منشاء کو نہیں بدلا۔ بلکہ وہ آئندہ بھی اسی طرح بدلتا رہیگا۔ غور فرمائیے کہ یہ لوگ خدا کے مجسم ہونے یا پیغمبر بھیجنے کی کس طرح سے توقعہ کرتے ہیں۔ پورانک کہتے ہیں۔ کہ نشکلنک اوتار ہونے والا ہے۔ عیسائی یہ امید باندھے بیٹھے ہیں کہ حضرت مسیح پھر جی اُٹھیں گے محمدیوں کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی پیدا ہونگے۔

(۴) خدا کے علم و معرفت کو فائز ہونے کا شوق علت اولے (خدا) کو مشاہدہ کے میدان سے ہٹا کر پست کر دیا گیا ہے۔ یہی طریق متلاشئ حق کو متحرک کرنے والا ہے۔ اور سائنس کے سہل راستہ کو اس حرکت

(علت اولے کو جائے وقوعہ سے علیحدہ کردینا) سے دشوار گزار بنا دیا گیا ہے ؟

(۵) قصہ کہانیوں کے مذاہب خدا سے ہمارا تعلق چھوڑاکر ہمیں ایک پُر درد عقیدہ سکھانا چاہتے ہیں یہ عقیدہ بذاتہ ایسا تکلیف دہ ہے کہ ہر ایک مذہب کے پیشوا اول عمداً یہ تعلیم دیتے ہیں کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تاکہ لوگوں کا دل نہ دکھے گو بعد میں ان کے قول و فعل اس کے منافق ثابت ہوتے ہیں کیا اوتار اور پیغمبری کے عقیدہ کے حامی مذاہب کو باطل ٹھہرانے کے لئے یہی بنا کافی نہیں ہے کہ وہ انسانی فطرت کو ٹھیس پہونچانے والی اس قسم کی لغو تعلیم دیتے ہیں۔ کہ خدا صرف بہشت کی چار دیواری میں مقید ہے ؟

(۶) خدا کا جسم میں آنا یا پیغمبر و نبی بھیجنا اُس کے عدل و انصاف پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یعنی اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ چند اشخاص کی خاص رعایت کرتا ہے اور باقی دنیا بھر کے آدمیوں سے منہ پھیر لیتا ہے۔ جو خداوند کریم کے انصاف اور رحم و کرم کے اسی درجہ مستحق ہیں جتنے کہ مقبولانِ خاص ؟

(۷) جبکہ خدا کی قیام گاہ کا لوگوں کو پتہ نہیں لگتا تو بت پرستی اپنا دخل کر بیٹھتی ہے۔ یعنی یہ لوگوں کو

اپنی طرف یہ کہہ کر مدعو کرتی ہے کہ خدا کی قیام گاہ
بُتوں کے اندر ہے اور ایمانداروں کی آنکھ کو بُتوں
کی ظاہری چمک دمک اور گوٹے کناری۔ سونے چاندی
کے زیوروں وغیرہ سے چکا چوند میں ڈال دیتی ہے۔
(۸) پُجاری اور مجاور جاہل لوگوں کی اس بُت پرستانہ
خصلت کا خوب فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مندر اور
خانقاہیں۔ تیرتھ اور زیارتگاہیں خدا کے قیام گاہ۔
اور بیت اللہ مشہور ہو جاتے ہیں۔ مندروں اور
خانقاہوں۔ تیرتھوں اور زیارت گاہوں میں بُتوں
کی زیارت اور حج وغیرہ کے لئے لوگوں کے گروہ
کے گروہ جاتے ہیں۔ جہاں پجاری اور مجاور جو کہ
بالعموم مجسم نجاست و بُخل ہوتے ہیں اُن کو خوب
اُلٹے اُسترے سے مونڈتے ہیں۔
(۹) دین برحق کا ایک خاص پھل یا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے
کہ وہ ہمیں خدا کی قربت حاصل کرادے مگر اس
کے برعکس یہ عقیدہ کہ خدا ہم میں نہیں ہے۔ وہ
ایک خاص جگہ مقیم ہے بُرائیوں کی تعداد کو بہت
بڑھا دیتا ہے۔ یہ طفلانہ خیال کہ فرشتے انسانوں کے
کندھوں پر سوار رہتے ہیں اور اُن کے حرکات و
سکنات کی نگرانی رکھتے ہیں کسی کو بُرائی سے
بچا نہیں سکتا۔ وجہ یہ کہ اول تو علم و عقل کی روشنی

ہیں اس گھڑنت پر انسان کا اندرونی اعتقاد ہی
نہیں جم سکتا۔ دوسرے ان مذاہب میں فرشتوں
اور دیوتوں کے متعلق جو قصے کہانیاں مانی جاتی
ہیں وہ صاف بتلاتی ہیں کہ فرشتے بھی بد اخلاق
ہوتے ہیں۔ رعب و حکومت میں آجاتے ہیں۔ اور
رشوت قبول کر لیتے ہیں +

(۱۰) عقیدۂ اوتار اور پیغمبری کا سب سے مکروہ نتیجہ یہ
ہے کہ خدا پرستی میں ایک رکاوٹ حائل ہو جاتی
ہے۔ شرک وحدانیت کو دبا لیتا ہے۔ یعنی یہ عقیدہ
لوگوں کو یہ گمراہ کرنے والی تعلیم دیتا ہے کہ ہم براہ
راست خدا تک نہیں پہونچ سکتے۔ یہ عقیدہ لوگوں
کو اجازت نہیں دیتا کہ دے خدا کی بلا واسطہ پرستش
کریں بلکہ یہ سکھاتا ہے کہ بیچ بچولیوں کو جو انہیں
کی مانند کمزور اور فانی ہیں نذر و نیاز دیں اور ان
کے وسیلہ سے اپنی دعائیں خدا تک پہونچائیں +
القصہ تمام اس قسم کے مائی تھالوجیکل عقیدے
انسانوں کو اس پاک پروردگار سے منحرف کراتے ہیں۔
اور مردم پرستی اور شرک و کفر کو پھیلاتے ہیں گو ان میں
کہیں کہیں کوئی ذرہ وحدانیت اور خدا پرستی کا بھی نظر
آجاتا ہے۔ لیکن فی الجملہ یہ طریق کفر و الحاد کے ایسا
ہی قریب ہوتا ہے جیسا کہ شام کی شفق کے قریب

تاریکی۔ وجہ یہ کہ انسان اور اُس کے خالق کے درمیان
ایک تاریک جسم کو حائل کر دیتا ہے جیسے زمین اور
سورج کے درمیان چاند آجاتا ہے۔ اور اس طرح سے
یہ ایک روحانی گرہن پر ماتما روپی سورج کو لگا کر عقل
و دانش کو جزواً یا کلاً تاریک کر دیتا ہے۔ اس مکروہ اور
مشرکانہ عقیدہ سے کامل رُستگاری کی یہی ایک تدبیر ہو
سکتی ہے کہ وید مقدس کی تعلیم کو قبول کیا جاوے
جو ہمیں صاف طور پر یہ ہدایت کرتا ہے کہ پرماتما سرو ویا
پک ہے۔ وہ تمام موجودات کے اندر ایک سم سمایا ہوا
ہے۔ اسی لئے وید میں اُس کو سروا نتر آتما کر پکارا
گیا ہے۔ اسی طرح سے ہم ان بیچ بچولیوں (پیغمبر دل
وغیرہ) کو جو ہم کو پرتو حق سے بہت کچھ محروم کر دیتے
ہیں اپنے راستہ سے دور کر سکتے ہیں۔ اور اسی زندگی
کے اندر اُس نور مطلق پروردگار کا علم و معرفت حاصل
کر کے منشیہ جنم کو سپھل کر سکتے ہیں اور یہ ہی آریہ سماج
کی تعلیم ہے + اوم شم +

تمام شد

بھجن

ہے جس نے سارے وشو کو دھارن کیا ہوا ۱ وہ ہے ہر ایک وستو کے اندر رما ہوا

ملتا نہیں ہے اِس لیئے اگیانیوں کو وہ ۲ اگیان کا ہے بُدھی پہ پردہ پڑا ہوا

دُنیا کے دُکھ رُوپ سمندر سے رہیں وہ پار ۳ جگدیش سے ہے پریم بھی جنکا لگا ہوا

سچی خوشی سے رہتے ہیں وہ جن سدا الگ ۴ من جنکا وِشے بھوگ میں ہے وہ پھنسا ہوا

من تو ملِین ویسا ہی مُورکھ رہا تیرا ۵ گنگا میں روز جا کے نہایا تو کیا ہوا

کھوتے ہیں کھیل کُود میں جو عُمر رائیگاں ۶ افسوس اُنکی بُدھی کو کیا جانے کیا ہوا

اگیانیوں سے رہتا ہے کیول وہ دُور دُور ۷ کھُل جاوے گیان چکشو تو وہ ہے مِلا ہوا

اوم

آریہ سماج کے نیم

۱- سب ست وِدّیا اور ست وِدّیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

۲- ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سروشکتیمان۔ نیاکاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ انادی۔ اُنوپم۔ سرواَدھار۔ سرویشور۔ سروویاپک۔ سروانتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

۳- وید ست وِدّیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔

۴- ست گرہن کرنے اور است کے چھوڑنے میں سرود ااُدیت رہنا چاہئیے۔

۵- سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہئیں۔

۶- سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے۔ ارتھات شاریرک آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا۔

۷- سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگ برتنا چاہیئے۔

۸- اوِدّیا کا ناش اور وِدّیا کی وردھی کرنی چاہئیے۔

۹- پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہئیے۔ کنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہئیے۔

۱۰- سب منشیوں کو ساماجک سرو ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئیے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر ہیں۔

ستک پرچار

ٹریکٹ نمبر ۱۰

اوم

بھوشیہ پوران میں عیسیٰ مسیح و محمدؐ

زیر نگرانی و اہتمام مہاشہ وزیر چند ادھشٹاتا آریہ پستک پرچار

قائم کردہ

شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب تیار ہو کر

شائع ہوا

آریہ سموت ۱۹۷۲۹۴۹۰۰۴ عیسوی سنہ ۱۹۰۴ء

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

بھوشیہ پُران

میں

عیسے مسیح و محمد

تمہید

جب تک انسان کے دل میں راستی اور پاکیزگی کی گہری محبت و تعظیم جاگزین نہ ہو۔ جب تک وہ ستیہ دھرم کی بزرگی کو پورے طور پر محسوس نہ کرے۔ تب تک اُس کے آتما میں بطالت اور جہالت کا جوانمردی اور مستقل مزاجی کے ساتھ مقابلہ کرنے کا بل پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں لاکھوں آدمی ایسے موجود ہیں جو کہ کسی امر کی اصلیت کو جانتے ہوئے بھی محض لوک لاج کے خوف یا تعصب یا خود غرضی کے دباؤ سے اُس کے علانیہ اظہار کی جرات نہیں رکھتے۔ ہمارا پختہ یقین ہے کہ پرانوں کو اگر کوئی معمولی عقل کا آدمی بھی نرپکش ہو کر سرسری طور پر

ہی پڑھ جاوے تو ممکن نہیں کہ اُس کے دل میں اُن
سے سخت نفرت پیدا نہ ہو اور خود پرانوں کی اندرونی شہادتوں
سے اُس کو اس امر کا یقین نہ ہو جائے کہ وے مختلف متضاد
خیالات کے آدمیوں کی جولانی طبع کا نتیجہ ہیں۔ جن کو نادانستہ
یا خود غرضی میں پھنس کر دانستہ ایسا عمل اختیار کرنے کا
حوصلہ ہوا۔ ناظرین کو شاید ہمارے اس گستاخانہ بیان پر
تعجب معلوم ہوگا۔ اور وے بیساختہ کہہ اُٹھینگے کہ "بھلا اگر
ایسا ہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ کروڑوں ہندو پرانوں
پر گرویدہ ہو رہے ہیں اور لاکھوں روپئے وہ پورانوں کی
کتھائیں سُننے اور اُن کی ہدایتوں پر عمل کرنے میں صرف
کرتے ہیں۔ خیر عوام کی نسبت تو یہ کہا جا سکتا ہے اور
ہے بھی سچ کہ وے پرانوں کی اندرونی حقیقت
سے بہت کم واقف ہیں۔ بوجہ تعصب و ہٹ دھرمی
جو کہ جہالت اور باطل پرستی کے لازمی پھل ہیں اُن
میں اس قسم کے وچار و تحقیق کا مادہ ہی نہیں یا
بہت کم ہے۔ وے تو رواج کے غلام ہیں۔ بھیڑوں
کی طرح بے سوچے سمجھے ایک دوسرے کے پیچھے چلنے
والے ہیں۔ انھوں نے تو اپنا رہنما اس مشہور ڈھکوسلے
کو بنا رکھا ہے۔ کہ "جو کچھ ہمارے باپ دادا مانتے
اور کرتے چلے آئے ہیں۔ خواہ وہ کچھ ہی ہو۔ ہمیں
بغیر کسی قسم کی سوچ وچار یا حیل و حجت کے اس کی

پیروی کرنی چاہئے - کیا وے بے وقوف تھے - کہ ہم
اُن کی پیروی کرنا چھوڑ دیں - جو کچھ ہم کر رہے
ہیں - سب ٹھیک ہے سناتن دہرم یہی ہے وغیرہ
مگر اِس کا کیا باعث ہے کہ بڑے بڑے ویاکرنی - نیاء
اور میمانسا کے فاضل - کھٹ شاستروں کے پنڈت بھی
دلی شردہا اور وشواش کے ساتھہ پُرانوں کو مان رہے
ہیں اور اُن کی ہدایتوں پر چلنا پرم دہرم سمجھ رہے
ہیں - اُن کے عقیدہ میں شک کرنا سخت بے انصافی
ہے "- جواب میں نہایت ادب سے ہماری گذارش
ہے کہ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بڑے بڑے ہندو
پنڈت جو پورانوں کے حامی معلوم ہوتے ہیں - دل سے
بھی پورانوں کو ویسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ وہ ظاہر کرتے
ہیں - شاید بہت سے ایسے بھی ہوں جو کہ وید آدی ستیہ
شاستروں کے سدہانتوں کی عدم واقفیت اور پورانک
تعصبات کے اندر پرورش پانے کے باعث بدہی کو دہرم
میں دخل دینا غیر ضروری سمجھتے ہوئے اندھا دہند وشواس
کی بناء پر پورانوں کی صداقت میں یقین رکھتے ہوں -
مگر اکثر پورانک پنڈت اس قماش کے دیکھنے میں آتے
ہیں جو دل سے تو پورانوں کو نہیں مانتے اُن کی پول
سے بخوبی واقف ہیں - مگر صداقت اور پاکیزگی کا اُن کے
بھیتر گہرا پریم نہ ہونے کے باعث اُن کے آتما میں اس

قدر بل نہیں ہے - کہ وہ جگت کی نندا ستتی اور دنیاوی
نفع و نقصان کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے اندرونی خیالات
کے اظہار کی جرأت کر سکیں - اگر اُن کے دل میں کبھی کوئی
اس قسم کا خیال پیدا بھی ہوتا ہے تو وہ خود غرضی - مان
پرتشٹھا کے بھنگ ہونے کے خوف یا اسی قسم کے کسی
اور دباؤ سے وہیں کا وہیں رہ جاتا ہے - ہمیں بیسیوں ایسے
پورانک پنڈتوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے - جنہوں نے
تخلیہ میں تو پُرانوں کی لغویت اور اُن کا غیر مستند ہونا تسلیم
کر لیا ہے - مگر عوام کے سامنے جب اُن سے اپنے
اندرونی خیالات کا اظہار کرنے کی درخواست کی گئی تو انہوں
نے پس و پیش کیا - اور یہ کہہ کر ٹال بتلائی کہ ہم گرہستی
لوگ ہیں اگر ایسا کریں تو کھائیں کہاں سے - لوگ ہماری
نندا کرینگے اور ہمیں نقصان پہنچائینگے وغیرہ - علاوہ ازیں
مہرشی دیانند اور اُن کے بعد بہت سے آریہ پرشوں
نے پورانوں پر جو جو اعتراضات اُٹھائے ہیں اُن کا جواب
دینے کی آج تک کسی پورانک پنڈت کو جرأت نہیں ہوئی

نوٹ - انہیں میں سے ایک مہاشہ پنڈت ہیرا لال جی پوجاری منتری
دہرم سبھا جالندھر ہیں جو کہ ہمارے روبرو صاف لفظوں میں کئی بار اقرار
کر چکے ہیں کہ پوران مذہبی ناول ہیں - ویدوں اور سمرتیوں کی طرح دھارمک
وشئوں میں پوران پرمانک نہیں -

اور مضامین پر تو بیسیوں پستک لکھ ڈلیے مگر پورانوں کو مہرشی ویاس کرت ثابت کرنے کی بڑے سے بڑے پورانک پنڈتوں کو بھی جرأت نہیں ہوئی۔ اور اگر کسی نے کچھ تھوڑا بہت لکھا بھی ہے تو وہ ایسا بے سر و پا ہے کہ اس سے ہمارے دعوے کی تردید ہونے کے بجائے اُلٹی تائید ہوتی ہے۔ آریہ سماج کی طرف سے پورانوں کا زور شور سے کھنڈن ہونے پر بھی کسی ودیا ابھمانی پورانک پنڈت کا معقول طور پر پورانوں کے ڈیفینس میں قلم نہ اُٹھانا بلکہ کئی مانیہ ہندو پنڈتوں*

نوٹ* مثال کے لئے ہم یہاں پر پورانک دھرم کے مشہور و معروف اُپدیشک پنڈت شردھا رام صاحب پھلوری مرحوم کو پیش کرتے ہیں جو کہ اپنی حیات میں اپنے تئیں پورانوں کا۔ بڑا بھگت ظاہر کرتے رہے۔ اور تحریروں و تقریروں میں اُن کی حمایت پر کمر بستہ رہے۔ حالانکہ دل سے وہ پورانوں کو نہیں مانتے تھے۔ جیسا کہ اُن کی مشہور تصنیف ستت امرت پرواہ سے صاف عیاں ہے۔ اس کتاب میں پنڈت صاحب نے پورانوں کے متعلق جو رائے ظاہر فرمائی ہے۔ وہ بعینہ وہی ہے۔ جس کا اظہار کہ مہرشی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں کیا ہے۔ پنڈت جی کو جیتے جی اپنی رائے ظاہر کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ مکاری سے اُنھوں نے اپنے خیالات کو چھپائے رکھا۔ مرنے کے بعد مذکورہ بالا کتاب سے اُن کی پول کھلی۔ ہندو سوسائٹی کے اندر اس قماش کے بیسیوں پنڈت اب بھی موجود ہیں۔

کا مہرشی دیانند کے پورانوں کے متعلق دعویٰ کی تائید کرنا ہمارے خیال کو بھاری تقویت دیتا ہے اور ہم دوبارہ یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ بلا شبہ کوئی آدمی جو ذرا سی بھی عقل رکھتا ہو۔ اگر نرپکش ہوکر پورانوں کی جانچ پڑتال کرے تو اُسے فوراً اُن کی اصلیت کا پتہ لگ جاویگا۔ حال میں ہمیں کئی انوکھی گھڑنتوں کا پتہ اس بھوشیہ پوران سے لگا ہے جو کہ نرمنے ساگر پریس بمبئی میں بزبان سنسکرت شایع ہوا ہے باقی گھڑنتوں کی پڑتال کسی اور موقعہ کے لئے چھوڑ کر ہم دو مشہور گھڑنتوں کی اصلیت اس ٹریکٹ میں ظاہر کرتے ہیں۔ اس میں سے ایک تو عیسائیوں کے نجات دہندہ عیسٰی مسیح کے بارے میں ہے اور دوسری دین اسلام کے بانی مبانی حضرت محمد صاحب کی نسبت ان شلوکوں میں حضرت عیسٰی مسیح اور محمد صاحب دونوں نام غیر زبان کے پڑے ہیں۔ جن کا کسی سنسکرت کوش میں پتہ لگانا ریت سے تیل نکالنے کی کوشش کرنا ہے یہ دونوں بیان ایسے دلچسپ ہیں اور اُن سے پورانوں کا غیر مستند اور محرف ہونا ایسا صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے اُن کو یہاں درج کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

یہاں پر اس امر کا اظہار کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بھوشیہ پوران کے بعض نسخوں میں یہ ہر دو بیان ملتے ہیں اور بعض میں ندارد ہیں۔ چنانچہ نولکشور پریس میں جو ہندی

بھوشیہ پوران چھپا ہے اس میں تو ان کا نام و نشان تک نہیں - مگر بمبئی کے چھپے ہوئے بھوشیہ پوران میں حرف بحرف موجود ہیں - جس سے صاف ظاہر ہے کہ اسی طرح سے بنتے بنتے اٹھارہ پوران بن گئے - بلکہ اٹھارہ سے بھی زیادہ کیوں کہ اب تعداد بائیس تک پہنچ گئی ہے اور نہ معلوم ابھی کہاں تک پہنچیگی - ان گھڑنتوں کا سلسلہ ابھی تک بند نہیں ہوا - جب کبھی کسی باہمن دیوتا کو موقعہ ہاتھ لگتا ہے وہ دو چار ادھر ادھر کی گھڑنتوں کو شلوکوں میں منظوم کر کے پرانوں کے اندر گھسیڑ دیتا ہے - جیسا کہ عیسی مسیح اور محمد کی گھڑنتیں بھوشیہ پوران کے اندر حال ہیں گھسیڑی گئیں - مگر تعجب یہ ہے کہ کسی پوانک پنڈت نے چوں تک نہیں کی - جب اس روشنی کے زمانہ میں یہ حال ہے تو نہ معلوم جب کہ زمانہ تاریکی میں تھا جہاں پورانک راجاؤں کا راج تھا اور باہمن دیوتاؤں کی ہر ایک بات کو ایشور وچن مانا جاتا تھا - سو ارتھیوں نے کیا کچھ نہ کیا ہوگا - قدیم سنسکرت گرنتھوں کے اندر جو گڑبڑ معلوم ہوتی ہے - وہ تمام بلا شبہ اسی تاریک زمانہ میں ہوئی ہے - اس زمانہ میں رشیوں کے نام سے کتابیں بنانا ایک عام دستور ہو گیا تھا اور چوں کہ باہمن دیوتاؤں کے سوائے سنسکرت پڑھنے کا ادھیکار اور کسی کو حاصل نہیں تھا - اور عوام کے دلوں میں اُن کی حد سے

بڑھ کر عزت تھی - اس لئے اُن کی جعل سازیاں چل جاتی تھیں - اس سے حوصلہ پاکر انھوں نے دل کھول کر گھڑنتیں کیں - اور "برہمو واچ" "نارود واچ" کہہ کر جو جی میں آیا لکھ مارا - ہم اپنے پورانک بھائیوں سے ان ہر دو بیانات کو نرکمش ہو کر ملاحظہ کرنے کی بڑے زور سے سفارش کرتے ہیں - اور پوچھتے ہیں کہ کیا آپ ایسے صریح ثبوتوں کی موجودگی میں بھی کہتے اور مانتے جاوینگے کہ "پران ویاس جی کی تصنیف ہیں اور اُن میں جو کچھ لکھا ہے وہ علم و عقل کے انکول اور وید آدی ستیہ شاستروں کے منشاء کے عین مطابق ہے؟

عیسیٰ مسیح کی کتھا یوں شروع ہوتی ہے :-

جب کہ شق وغیرہ قوموں نے اس **بھارت ورش** میں فتور مچایا - اُن کے شانت کرنے کے لئے مہاراج **شالباہن** پیدا ہوئے اور انھوں نے شق وغیرہ قوموں کو تباہ کیا - اسی زمانہ میں **شالباہن** مختلف ملکوں کو فتح کرتے

نوٹ - راجہ شالباہن سنہ ۶ میں ہوا - اس کے عہد میں سدیتھنہ نے ہندوستان پر حملہ کیا جن کو راجہ نے شکست دی اور فتح کی یادگار میں سمت جاری کیا جو دکھن میں اب تک پرچلت ہے - اس کتھا کے گھڑنے والے کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جب شالباہن مسیح کی وفات کے بعد ہوا - تو پھر دونوں کا ملاپ کیسے ممکن ہو سکتا ہے *

ہوئے تت دیش (تاتار) میں پہنچے وہاں دہرم کی سہایتا کرتے ہوئے ہم تنگ پہنچے اور ھون دیش (یہودیوں کا ملک) میں جا کر پہاڑ کے اوپر ایک شبھہ گورے رنگ والے منشیہ کو دیکھا۔ جیسے لکھا ہے۔ کہ:۔

ھون دیش (یہودیوں کا ملک) کے وسط میں پہاڑ کے اوپر شبھہ گورانگ تتھا سفید بستر دھاری ایک شخص کو دیکھ کر مہاراج بولے کہ آپ کون ہیں اُس نے خوش ہو کر جواب دیا کہ مجھ کو

کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا ایش پتر (خدا کا بیٹا) ملیچھ مذہب کی ہدایت کرنے والا اور ستیہ برت پراین جانو۔ یہ سُن کر راجہ نے پوچھا کہ دہرم کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ جواب میں اُس نے کہا۔ کہ سچائی کا ناش ہو جانے پر مریادرہت ملیچھ دیش میں آیا۔ اور

ملیچھوں کے بیچ میں یہاں خوفناک تاسس اُتپن ہوا۔ تموگن کو ملیچھ قوموں سے حاصل کر کے

हूणदेशस्यमध्यवै गिरिस्थं पुरुषं शुभम्। ददर्श वलवान राजा गौराङ्गं श्वेतवस्त्रकम्।२२ को भवानिति तंप्राह सहोवाच मुदान्वितः। ईशपुत्रं चमांविद्धि कुमारीगर्भसम्भवम्।२३ म्लेच्छ धर्मस्य वक्तारं सत्यव्रत परायणम् ॥

ईहा मसीच दस्यूनां प्रादुर्भूता भयंकरी। तामहंम्लेच्छत: प्राप्य मसीहत्वमुपागत:।२४

مسیح میرا نام ہوا

پھر اُس نے راجا کو ملیچھ دھرم کا اپدیش اس طرح پر کیا :-
من کو وید منتر کے جپ (ورد) سے نہایت پاک صاف کر کے - انصاف - راست گوئی اور دھیان سے سورج وغیرہ لوکوں میں مقیم ایشور کی پوجا کرے - وہ ایشور اچل ہے اور تتووں (عناصر) کو حرکت دینے والا ہے - وغیرہ
یہ کہہ کر اُس نے تبلایا کہ اسی سے تموگن ناش ہوا بعد ازآں
میرے ہردے میں نت شونکری (کلیان کرنے والی) اِیش
مورتی پراپت ہوئی - اس لئے میرا نام
عیسیٰ مسیح ہوا
اس پر راجہ شالباہن نے پرنام کر اُن کو اس بھیانک جگہ میں رکھا -
دیکھئے ناظرین کیسی عجیب کتھا ہے - کیا زمانہ ماضی میں کتھا کو کہہ کر ویاس - شالباہن وغیرہ سے پہلے عیسیٰ مسیح کا ہونا نہیں تبلایا گیا - صرف انہیں سے پہلے کیوں - بلکہ عیسیٰ مسیح کا برہما سے بھی پہلے ہونا ٹھہرتا ہے - کیونکہ اسی

ईश मूर्त्ति र्हृदि प्राप्ता नित्य शुद्धा शिवंकरी।

ईशामसीह इति चमम नाम प्रतिष्ठितम्।

پوران کے اندر۔ اٹھارہ پورانوں کی پیدائش پورانوں کے مشہور سول منتر

اٹھارہ پرانوں کا مصنف ستیہ وتی کا بیٹا یعنی ویاس ہے[1] کے برخلاف برہما جی کے جگت پرسدہ پانچویں مکھ (یہ کون مکھ ہے؟) سے تبلائی گئی ہے۔ جیسا کہ پرتی سرگ کھنڈ ۲ کے مندرجہ ذیل شلوکوں میں بیان کیا گیا ہے:-

"برہما کے چاروں مکھوں سے برہمن۔ کشتری۔ ویشیہ اور شودر پیدا ہوئے۔ اور اس کے چاروں مکھ سے چاروں وید بھی نکلے۔ ہے مہاباہو! جو برہما جی کا جگت دکھیات پانچواں منہ ہے اس سے مع اتہاس کے اٹھارہ پوران برآمد ہوئے۔"[2]

یہ تو ہوئی عیسیٰ مسیح کی کتھا۔ اب حضرت محمدؐ کی کتھا ملاحظہ فرمائیے شالباہن عیسیٰ مسیح کو دارون (بھیانک) ملیچھ ستھان میں تھپا کر اپنے وطن کو واپس آئے۔ اور اشومیدہ یگیہ کئے بغیر ساٹھ برس راج کر کے سورگ کو پدھارے۔ شالباہن کی نسل میں دس

---

[1] अष्टादश पुराणां कर्त्ता सत्य वती सुत:

[2] ब्रह्मवक्त्रं तथा बाहौ वैश्य शूद्रौ नृपोत्तम। मुखानि यानि चत्वारि वेभ्यो वेदा बिनि:सृता: ५२ यत्तु मुखं महाबाहो पंचमं लोक विश्रुतम्। अष्टादश पुराणानि सेतिहासानि भारत। ५६। निर्गतानि बनस्त स्मान् मुखात्कुरु कुलोद्वह।

راجہ ہوئے پانچسو برس راج کر کے وے لوگ بھی لوکانتر کو پراپت ہوئے - اُن کے بعد دہرم مریاوا رفتہ رفتہ زمین پر گھٹنے لگی - اس کے بعد اسی خاندان کے راجہ بھوج دہرم مریاوا کا ناش ہوتے دیکھ دس ہزار فوج لے کر معہ کالیداس کے وگوجے کے لئے نکلے - دریائے سندہ کو عبور کر کے ملک قندہار کے ملیچھوں اور کشمیر کے شٹھوں کو جیت اور اُن لوگوں سے بہت سا دھن لے اُن کو اپنا مالگذار بنایا -

وہ اس زمانہ میں ملیچھوں کے آچاریہ سے بھوج راج کی ملاقات ہوئی - اس آچاریہ کا نام مہامد महामद تھا [1] جو اپنے شاگردوں (شِشوں) کے ہمراہ تھا - بعد از اں راجہ بھوج نے گنگا جل چندن وغیرہ سے ریگستان میں مقیم مہادیو کی پوجا کر من سے سُتتی کرنی شروع کی -

(نوٹ) اس ستتی میں مہادیو کے لئے "मरुस्थलनिवासिने" نیز "म्लेच्छैर्गुप्ताय"

ان دو صفات کے استعمال سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ یہ مہادیو وہی ہیں جو مکہ شریف میں مقیم کہے جاتے ہیں - جہاں سکھوں کے گورو نانک صاحب کے تشریف لے جانے اور اُن کے پاؤں کے ساتھ مکہ کے مندر کے گھومنے کا گپوڑا بھی مشہور

---

[1] एतस्मिन्नन्तरे म्लेच्छ आचार्येण समन्वितः। महामद इति ख्यातः शिष्यशाखासमन्वितः॥

ہے - مرو دیش سے مراد عرب دیش سے معلوم ہوتی ہے - اور
"मलेच्छै गु साय" کا بھاؤ تو ہمارے ناظرین سمجھتے ہی ہونگے
کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کے زیر تاویل ہونے کا ہے -
ستتی کو سُن کر مہادیو بولے کہ اے راجن! یہ سرزمین
ملیچھوں سے دوشت ہے - اس کو باہیکا بھی کہتے ہیں -
اس ملک میں آریہ دھرم نہیں ہے - گزشتہ زمانہ میں
مہامایاوی ایک ترپوراسُر پیدا ہوا جس کو ہم نے لڑکپن میں
جلا دیا تھا - وہی ترپوراسُر
[۱] دو دیت وردہن وہ مجھ سے ور حاصل کر کے مہامد یعنی محمدؐ
"महामद" نام سے مشہور ہو کر پیشاچ کرم میں تتپر ہوا ہے"
اس لئے اے راجن تم کو دھورت پیشاچ دیش میں جانا
مناسب نہیں - میری مہربانی سے تیری شدھی ہو جائیگی -
اس کو سُن کر راجہ بھوج اپنے ملک میں واپس چلے آئے
تب
"وو محمدؐ بھی ان لوگوں کے ہمراہ سندھ کے کنارے تک آیا -
اور مایا میں اتینت نپُن محمدؐ پریم پوروک راجہ سے بولا کہ
اے راجن! تمہارا دیو (جگیشور) میری غلامی میں آیا ہے -
اور میرا جوٹھا کھاتا ہے جیسا اے راجن! تم دیکھو - یہ سُن کر

[۱] आयोनि: सवरोमत्त: प्रासवान्दैत्त्यवर्धन:। महामद इति
ख्यात: पैशाचकृति तत्पर:। १३
महामद वचनैः सार्धं सिन्धुतीरमुपाययौ। उवाच भूपतिं

راجہ بھوج نہایت حیران ہوئے اور اُن کی بڑی بھاری
ملیچھ دہرم کی طرف مائل ہوئی۔ یہ سُن کر کالیداس
غضبناک ہو کر جھٹ سے بولے۔ ارے دہورت میرے راجہ
کے پھسلانے کے لئے تم نے مایا زمان کی ہے۔ اے
باہکا دیش میں پیدا ہوئے۔ دراچاری کمینے تجھ کو میں
ناش کرونگا۔

یہ کہہ کر کالیداس نے "نوارنوجپ" کیا جس سے
وہ مایاوی (چھلی) بھسم ہو کر ملیچھ دیول (یہ نئی قسم کا
دیول ہے۔ جو ملیچھ کی صفت سے موصوف ہے) بن گیا
اور اُس کے شاگرد تمام خوف زدہ ہو کر باہیک دیش
کو چلے گئے۔

भस्मभू त्वा समायावी म्लेच्छ देवत्व मागत ः।
भय भीता स्तु तच्छि ष्या ः देशं वाहीकमाययु ः।२१

प्रेम्णा मायामद विशारद ः। ववदेवो महाराजः मम दास त्व_
मगत ः। ममोच्छिष्टं सभञ्जीयात् यथा तत्पश्य भोनृप। इति
श्रुत्वा तथा दृष्ट्वा परमविस्मयमागतः। म्लेच्छ धर्मे मतिश्चा_
सीत तस्यभूपस्य दारुणे। तच्छ्रुत्वा कालिदास स्तु रुषा प्राह_
महा मदम् माया ते निर्मिता धुर्त नृप मोहन हेतवे। हनिष्ये
हं दुराचारं वाहीकं पुरुषा धमम्

پھر وے شیشیہ (شاگرد) اپنے گورو کی بھسم کو زمین کے
اندر دفنا کر وہیں رہنے لگے۔ اور وہیں اُن کا تیرتھ ستھان
ہوا۔ ایک رات وہ مایاوی اُن کا گورو (محمدؐ) پیشاچ روپ
دھارن کرکے بھوج راج کے پاس گیا اور یوں بولا:
"اے راجن! تمہارا دھرم سب سے اعلیٰ ہے (لیکن) عیسٰی
کے خوفناک پیشاچ مت کو میں قایم کرونگا۔ میرے پیرو
لنگ چھیدی (مراد ختنہ سے ہے) شکھاہین (جس کے سر
پر چوٹی نہ ہو) داڑھی والے خراب اونچا بولنے والے (کیا
یہاں اذان سے مراد ہے) اور سرو بھکشی (سب کچھ کھا
جانے والے) ہونگے۔ اور میری مت کے مطابق سؤر
چھوڑ کر سب کچھ اُن کی خوراک ہوگی"۔
"کش کی مانند اُن کا مُوصل ساہی سنسکار ہوگا۔ اس
لئے دھرم دوشک یہ قوم موشل وان کہلائیگی"۔

अर्य्यध मर्मो हितेराजन्	सर्व धर्मो चमः स्मृत ।।२४
ईशाज्ञयाकरिष्या मि	पैशा चं धर्मदारु णम्
लिंग च्छेदी शिखाहीनि :	श्मश्रुधारी सदूषकः । २५
उच्चालापी सर्व भक्षी	भविष्य ति जनो मम ।
विनाकौ लंच पशव :	नेषाभ क्ष्यामते मम । २६
मुसलै नैव संस्कार :	कुशैरिवभविष्यति ।
तस्मा मु शलवन्तोहि	जातयो धर्म दुषकाः २७

یہ پشاچ دہرم بتلاکر وہ ملیچھ دیو غایب ہوگیا۔
پیارے ناظرین! ہم نے دونوں کتھائیں جوں کی توں آپ کے پیش نظر کردی ہیں۔اب اُن کی گھہڑنت پر نرپکش بھاو سے وچار کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنا آپ کا کام ہے - دونوں بیان ایسے صاف اور عام فہم ہیں کہ اُن پر کسی قسم کا زیادہ حاشیہ چڑھانا فضول ہے۔
پیارے بھولے بھالے پورانک بھائیو! ہم آپ کو پرماتما کے نام کا واسطہ دے کر پوچھتے ہیں کہ کیا پورانوں کے کیول کلپت ہونے کے متعلق ایسی صاف شہادتوں کی موجودگی میں بھی آپ کا کانشنس گواہی دیتا ہے کہ پوران ویاس دیو یا دیگر رشی منیوں کی تصانیف ہو سکتے ہیں؟ ہم دہرم اور سچائی کے نام پر آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا کبھی بھی آپ نے پورانوں کی تعلیم کو عقل کے ترازو پر رکھ کر تولا ہے؟ ہرگز نہیں اگر آپ ان کو وچار پوروک پڑہنے یا سننے کی تکلیف گوارا کرتے تو مدت کے ان کو تلانجلی دے چکے ہوتے۔ اب بھی سنبھل جاؤ۔ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جاوے تو بھی غنیمت ہے۔ اگر اب بھی تم اپنی اصلیت پہچانو اور پورانوں کی توہمات و لغویات پُر تعلیم سے منہ موڑ کر ستیہ سناتن ویدک دہرم کو قبول کرکے اُسکے مطابق آچار بوہار اختیار کرو۔ قدیم رشیوں منیوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ ویدوں کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا عملی طور پر اپنا پرم دہرم سمجھو تو اس میں ذرا بھی شبہ نہیں۔

وید بھگوان کی شرن میں آ جاؤ تو تمہارا جلد کلیان ہو سکتا ہے۔ آریہ سنتان! کچھ تو ہوش کر۔ جن پورانوں نے تجھے اس رساتل تک پہنچایا کہ جہاں تو دنیا کی تمام قوموں کی سرتاج اور رہبر تھی آج در در کی بھکیاری بن رہی ہے۔ انہیں پورانوں کو تونے اپنے گلے کا ہار بنا رکھا ہے۔ پھر تیرا اودھار کیونکر ہو۔ اس بوسیدہ ڈھیر پر آسن جمائے ہوئے تمام کرم دھرم سے رہت ہوکر کیا تو اپنے کھوئے ہوئے جلال کو پھر حاصل کر سکتی ہے؟ تین کال میں نہیں۔ اگر تجھے اُٹھنا منظور ہے۔ اگر تو دنیا کی طاقتور قوموں کے پاؤں تلے کچلے جاکر نیست و نابود ہو جانا نہیں چاہتی۔ اگر تجھے دنیا کی مت متانتروں کے جال میں پھنس کر رشیوں منیوں کی عزت پر بٹہ لگانا منظور نہیں ہے۔ اگر تجھے اپنی ہزاروں برسوں کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرنا منظور ہے تو اے آریہ سنتان مہرشی دیانند کے اس سنگھ ناد کو گوش ہوش سے سُن کہ آریہ سنتان کا اُدھار تبھی ہوگا جبکہ وہ پورانک پاکھنڈ جال سے نکل کر ستیہ سناتن ویدک دھرم کے انکول آچرن گرہن کریگی۔

اسی بھاؤ کا اظہار جرمنی کے مشہور سنسکرت دان پروفیسر گولڈ سٹکر صاحب مرحوم نے بدیں الفاظ کیا ہے:۔

"جب کوئی قوم اپنے اوپدیشکوں کے بہکانے سے اور جہالت کی تاریکی سے اس درجہ گر جاوے کہ پورانوں

جیسی کتاب کو خدا کی طرف سے الہامی مان لیوے تو اُن کے بارہ میں ایک ہی نتیجہ نکل سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ قوم اپنی پراربدہ کی اُس حد تک گر گئی ہے کہ جس سے اُس کا پھر اُٹھنا ضروری ہے آریہ جاتی اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ اب دیکھ رہے ہیں کہ وہ کدھر قدم اُٹھاتی ہے مانا کہ وہ کئی صدیوں سے اسی مقام پر کھڑی ہے۔ مگر موجودہ زمانہ کے سوشیل اور پولیٹکل فورس ایسے زبردست ہیں کہ اُس کا موجودہ جگہ پر کھڑا رہنا ناممکن ہے۔ جب سے ہندوؤں نے پورانوں کو اپنے دہرم کا سرچشمہ مانا تب سے مذہبی ٹھگی کے راستہ میں جو رکاوٹیں تھیں وہ دور ہوگئیں اور ایسے مت متانتر پیدا ہو گئے کہ جنھوں نے صرف دہرم کو ہی نہیں گرا دیا بلکہ سوسایٹی کو چکناچور کر دیا۔ ایسے ایسے اصول بنائے گئے۔ جو انسان کے لئے شرم کا باعث ہیں۔ ایسے ایسے دستور رایج کر دئے جو ہر ایک ہندو کے واسطے شرم اور افسوس کا موجب ہیں۔ اس بات کی ضرورت نہیں کہ زیادہ دستار سے ان دستوروں کی جانچ پڑتال کیجاوے جیساکہ تنتر لٹریچر کی قلعی کھول کر دکھانے سے ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس برائی کو روکنے کا کوئی علاج اس کے سوائے نہیں ہے کہ ہر خاص و عام کو اس مول (اصل) پستک (کتاب) کے دیکھنے کی اجازت دیجائے کہ جو بہت تھوڑے سے براہمنوں کے پاس ہے وہ لٹریچر کا حصہ تمام ہندوؤں کو پڑھایا

جاوسے کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے دہرم کا سر چشمہ نہ برہمن ہیں نہ پُران بلکہ رگ وید کے منتر ہیں،،

آریہ سنتان ! دیکھ غیر ملکوں کے رحم دل نرپکش وددان بھی تیری حالت زار پر ترس کھا کر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں اور تیرے پتت ہونے کا اصلی کارن پورانوں کی ناپاک تعلیم ہی کو بتلا تے ہوئے وید بھگوان کی شرن میں آنے کی پُر درد اپیلیں کر رہے ہیں - پرماتما کے لئے اب تو سنبھل جا!! رشی دیانند نے وید ودیا کا سنگہ ناد بجا کر تجھے خبردار کر دیا ہے - اور وہ تمام وسایل و ذریعے بہم پہنچانے کا یتھارتھ او پائے بتلا دیا ہے کہ جنکی مدد سے ہندوستان پھر آریہ ورت بن سکتا ہے - خوش قسمتی سے تیرا جنم ایسے شُبھ سمے میں ہوا ہے جب کہ تجھے ہر قسم کی آزادی حاصل ہے - ایسے مبارک وقت میں بھی اگر تو نے پورانوں کی دلدل سے نکل کر وید ودیا کی اچل چٹان پر آسن جمانے کا اُدیوگ نہ کیا تو تیرا خدا ہی حافظ ہے -

اوم شم
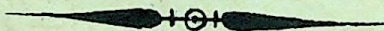
آریہ پترکا لاہور

۱۶ صفحہ کا یہ ہفتہ وار اخبار ہر سنیچر کو انگریزی زبان میں لاہور سے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور کی طرف سے شائع ہوتا ہے جس میں ویدک دھرم سمبندھی سماچار اور گورو کل و دیا پرچار فنڈ آدی فنڈوں کے متعلق خبریں اور ویدک سدھانتوں پر متانت سے بحث ہوتی ہے اور تمام لوگوں کے لئے روئے زمین کی تازہ اور دلچسپ خبریں بھی درج ہوتی ہیں چندہ مع محصول ڈاک لاہور والوں سے للعہ/ اور باہر والوں سے پانچ روپیہ لیا جاتا ہے۔ ایک پرچہ کی قیمت ۲ر ہے۔

آریہ مسافر

یہ ۴۸-۱۰ صفحہ کا ماہواری رسالہ اُردو زبان میں ہر ماہ ہردوار سے شائع ہوتا ہے اِس میں اُردو دانوں کے لئے ویدک دھرم اور دیگر مت متانتروں کی نسبت مفصل عالمانہ بحث ہوتی ہے۔ سالانہ چندہ معہ محصول ڈاک صرف تین روپیہ۔ درخواستیں بنام لالہ وزیر چند مینجر

اوم

آریہ سماج کے نیم

۱- سب ست وِدّیا اور ست وِدّیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے۔

۲- ایشور سچدانند سروپ - نراکار - سروشکتیمان - نیائے کاری - دیالو - اجنما - اننت - نروکار - انادی - انوپم - سرو ادھار - سرویشور - سرو ویاپک - سروانتریامی - اجر - امر - ابھے - نت پوتر اور سرشٹی کرتا ہے - اُسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے -

۳- وید ست وِدّیاؤں کا پستک ہے - وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے -

۴- ست گرہن کرنے اور است کے چھوڑنے میں سروداُدّیت رہنا چاہئے -

۵- سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہئیں -

۶- سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدّیش ہے - ارتھات شاریرک آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا -

۷- سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھا یوگ برتنا چاہئے -

۸- اودّیا کا ناش اور وِدّیا کی ودھی کرنی چاہئے -

۹- پرتیک کو اپنی اُنتی سے ہی سنتشٹ نہ رہنا چاہئے - کِنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہئے -

۱۰- سب منشیوں کو ساماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر ہیں -

آریہ پبلک پرچار

ٹریکٹ نمبر ۳

اوم
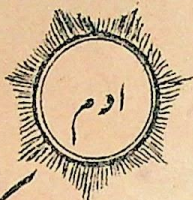
مہرشی دیانند کی تعلیم

(۱)

بچوں کی تربیت اور تعلیم

از

شریان رائے ٹھاکر دت صاحب دھون ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پشاور

زیر نگرانی و اہتمام مہاشہ وزیر چند ادھشٹاتا محکمہ آریہ پبلک پرچار

قائم کردہ

شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب تیار ہو کر

شائع ہوا

آریہ سموت ۱۹۷۲۹۴۹۰۰۲ عیسوی سنہ ۱۹۰۲

فہرست مضامین

مہرشی دیانند کی تعلیم

بچّوں کی تربیت و تعلیم

تمہید

ا- بہت سے ریفارمروں نے بنی انسانوں کے سدھار کی پکار مچائی اور مختلف پیشوایان مذہب نے اُن کے اخلاق درست کرنے کے لئے پند و نصیحت کی بھرمار کی مدبران سلطنت نے گوناگوں قانون جاری کئے تاکہ لوگ برائی سے ہٹ کر نیکو کاری کا شیوہ اختیار کریں- بہت سے محب الوطن اسی سوچ میں مستغرق رہے کہ کس طرح اُن کا دیش کامرانی کو پہنچے- دانایان سلف و حال نے بہت سی تدبیریں بتلائیں کہ لوگ کس طرح تموّل اور راحت کو حاصل کریں- اُن کی تصنیفات کو مطالعہ کرو اُن کی تحریرات کو پڑھو اُن کی کتابیں دیکھو- اُن کی تجویزوں پر غور کرو- معلوم ہو جاویگا- کہ وے سب کی سب ادھوری ہیں انھوں نے اُن

خرابیوں کے باعث نہیں دریافت کئے۔ جن کی کہ وہ درستی
کرنا چاہتے تھے۔ اُنھوں نے گناہ اور جرایم کو دیکھا اور کہہ دیا
کہ فلاں فلاں نفسانیت کی شہوات کو روکو تو دنیا بہشت بن
جاویگی۔ مگر اُنھوں نے کبھی نہیں سوچا کہ اُن بد عادات کی
بنیاد کہاں اور کب رکھی جاتی ہے۔ جس کے باعث کہ انسان،
شیطان سیرت بن جاتا ہے۔ یہ کیفیت ان باتوں کی اُن
کو کیسے معلوم ہوتی۔ صرف یوگی اور مہرشی ہی ہر ایک امر
کی اصلی ماہیت کو دریافت کر سکتے ہیں۔ یہ اُنہیں کے
آتمک بل کا نشان ہے کہ وہ روحانی امراض کی تشخیص جیوں
کی تیوں کر لیتے ہیں۔ اور نہ صرف بیماری کا علاج ہی کرتے
ہیں بلکہ ایسی تدابیر بطور حفظ ماتقدم بتلا جاتے ہیں کہ آیندہ
تندرستی میں فرق نہ آوے۔ یہ بات ہمارے ناظرین کو ستیارتھ
پرکاش کے دوسرے سملاس کے مطالعہ سے بخوبی عیاں
ہو جاویگی۔

بچوں کی تولید و تربیت

۲۔ سوال یہ تھا کہ انسانوں میں دہرم کس طرح پھیلے۔
کس طور پر وہ نیکو کار بن کر آنند حاصل کریں۔ سوامی جی
اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ بچوں کی تربیت پر دھیان
دو۔ اولاد کو شروع سے نیک ہدایت دو۔ نہیں وہ فرماتے
ہیں کہ اگر تم دنیا میں دہرم کا راج لانا چاہتے ہو تو عورت

مرد اولاد پیدا کرنے کے فرائض پر غور کریں۔ حمل سے پہلے وہ ایسی تدابیر عمل میں لاویں کہ بچہ کی سرشت میں دھرم کا بیج بویا جاوے۔ شتپتھ برہمن کا حوالہ دیکر وہ کیسے زبردست الفاظ میں اس صداقت کو ظاہر کرتے ہیں۔

جب تین فاضل ادیب یعنی ایک ماں اور دوسرا باپ اور تیسرا اُستاد میسر ہوں۔ تب ہی انسان ذی علم ہو سکتا ہے اس واسطے وہ فرماتے ہیں :-

مبارک ہے وہ خاندان! اور خوش نصیب وہ اولاد جس کے سر پر دھرم پر چلنے والے ماں اور باپ ہوں۔

حضرت یسوع نے بھی پہاڑ پر وعظ کیا۔ جس کو پادری لوگ اُن کی الوہیت کا ثبوت سمجھتے ہیں۔ اُس میں اُنھوں نے چند اشخاص کو مبارک کہا ہے ذرا اُس کا مقابلہ کر لیجیے اُس سوامی جی کی برکت سے تب معلوم ہو جاویگا کہ جذبات کا کھینچنا اور بات ہے اور ستیہ پر قایم رہ کر بدھی کو موثر کرنا و قانون قدرت کی پیروی کرنا امر دیگر ہے۔ ہر ایک شخص رفاہ عام کا آج کل دم بھرتا ہے۔ لیکن کتنے تھوڑے ہیں جو نیک اولاد کے پیدا کرنے اور اُن کی تربیت میں کچھ دھیان دیتے ہیں۔ جس ملک یا سوسائٹی میں عورات کو جاہل رکھنا اور مستورات کہنا ہی فخر سمجھا جاتا ہے۔ وہاں دھارمک اولاد پیدا کرنے کا کیا کام ہے۔ ہمارے ریفارمر مدرسوں میں بچوں کو سدھارنا چاہتے ہیں اور لکچروں سے اُن کو دھرم پر

چلانا چاہتے ہیں۔ اُن کو کیا خبر کہ بچّہ وہ ہو سکتا ہے جو اُس کی ماں اُس کو بناتی ہے۔ اور کہ ہماری تباہی یا بہبودی کے بیج اُس وقت بوئے جاتے ہیں جب ہم چلنا بولنا سیکھ رہے ہیں۔ آہاہا کیسے سچے ہیں رشی کے الفاظ۔

ماں سے جس قدر ہدایت اور فیض اولاد کو پہنچتے ہیں اس قدر کسی دوسرے سے نہیں۔ کیونکہ ماں اولاد سے جس قدر محبت کرتی ہے اور اس کے لئے بہتری کرنا چاہتی ہے اتنا اور کوئی نہیں کرتا۔

سچ پوچھو تو کیوں نہ اثر ہو اُس آتما کا جس نے نو ماہ تک اپنے پیٹ میں ہم کو رکھا اور بعد کو جس کی الفت اور مشقت کا عشر عشیر بھی ہم سارے جہان میں نہیں پاتے محبت اور ہمدردی ہی انسان پر جادو کا اثر رکھتے ہیں انسان کی طبیعت پر گہرا اثر اُس شخص کا ہوتا ہے جس کو وہ اپنا دلی خیرخواہ سمجھے اس واسطے مہرشی فرماتے ہیں۔

مبارک ہے وہ ماں جو روز حمل سے لے کر جب تک کہ پوری تعلیم نہ ہو جاوے۔ اولاد کو نیک سیرتی کی ہدایت کرے

جو لوگ قوم کے سدھار کا شور مچا رہے ہیں۔ ذرا ان الفاظ پر غور کریں۔ اور سراب کے تعاقب میں اپنی محنت کو ضائع نہ کریں۔ جہاں بنیاد خام ہے عمارت کیا خاک پختہ ہوگی

والدین کے حرکات و خیالات

۳- اگرچہ ماں باپ کا اثر اولاد پر بھاری ہوتا ہے تاہم یہ سمجھنا غلط ہے کہ یہ اثر اُس وقت شروع ہوتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ نہیں حمل کے وقت جیسی اُن کی طبیعت اور عادت ہوتی ہے وہ ہی اُس بیچارے کی سرشت پر بڑا اثر کرتی ہیں اُن کی غذا اُن کی حرکات اُن کے خیالات سب پاکیزہ ہونے چاہئیں اکثر مذہبی پیشواؤں کا بیشک یہ قول ہے کہ

وہ چیز تم کو ناپاک نہیں کرتی جو اندر جاتی ہے۔ بلکہ وہ جو باہر نکلتی ہے۔

مگر یہ ٹھیک نہیں۔ آریہ ورت کے رشیوں کا یہ مقولہ رہا ہے۔ کہ غذا سے پران (قوائے زندگی) اور پران سے من (قوت متخیلہ) پیدا ہوتا ہے۔ اُن کا ارشاد ہے کہ جس طرح کی غذا ہم کھاتے ہیں۔ اُس کا اثر ہمارے خیالات اور دل پر پڑتا ہے اس اصول کو مدنظر رکھ کر سوامی جی نے ہدایت کی ہے کہ عورت اور مرد استقرار حمل سے پہلے اپنی خورد و نوش کا بہت خیال رکھیں۔ وہ ایسی چیزوں کا استعمال کریں جو

تسکین مزاج۔ صحت۔ طاقت۔ عقل۔ ہمت۔ نیک سیرتی اور شائستگی کو بڑھانے والی ہوں۔ تاکہ رجس اور

اور دیریہ (مادہ تولید عورت و مرد) جملہ خرابیوں سے مبرا ہوکر نہایت عمدہ اوصاف والا ہو (صفحہ ۲۹)

یہ الفاظ بظاہر معمولی سے دکھائی دیتے ہیں۔مگر اُن میں کیسے دُرِّ نایاب بھرے ہیں۔وہ لوگ جو سدھار کا دعوے کرتے ہیں۔اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دیں۔کہ آیا اُنھوں نے کبھی ان ضروری اہم مسایل پر توجہ کی یا اُن پر خود عمل کیا۔ہم ماننے کے لئے تیار ہیں کہ مغربی ڈاکٹروں کی کتب میں اس قسم کی چند ہدایتیں ملینگی۔جن کا منشاء ماں کی تندرستی کو قایم کرنے کا ہوتا ہے۔لیکن اُن میں اس بات پر کبھی زور نہیں دیا گیا کہ والدین کی غذا

بچہ کی عقل۔ہمت اور شایستگی

پر ایک گونہ اثر پیدا کرتا ہے یہ سوامی جی مہاراج کا دعوی ہے۔اور ہم کو یقین ہے کہ مغربی علماء کی آیندہ تحقیقات سے اس کی صداقت تسلیم کی جاویگی۔سوامی جی اگر صرف اتنی ہی ہدایت ہمارے لئے کر جاتے تو بھی بیحد شکریہ کے مستحق تھے۔

ہمبستری اور شہوت پرستی

۲۔مگر سب سے زیادہ اُپکار جو اُنھوں نے بنی نوع انسان پر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اُنھوں نے عورت کی ہمبستری کو شہوت پرستی سے پاک کر دیا ہے۔ایسے مذاہب بھی دنیا میں ہو چکے

ہیں اور اس وقت موجود ہیں - جو اس تلذذ کو زندگی کا سب سے اعلیٰ لطف سمجھتے ہیں - نہیں اُس کی عظمت یہاں تک اُن کے دل میں سماگئی ہے - کہ اُن کی بہشت اور سورگ میں حوروں کے گروہ - اپسراؤں کے ٹول نیک مردوں کے لئے خاص میوہ قرار دئے گئے - جہاں تولید اور تولد نہیں ہوتا بلکہ عیش پرستی سے غرض ہے - کہاں وہ ناپاک خیالات اور کہاں رشیوں کی ہدایت کہ اس دنیا میں بھی شہوت پرستی کے لئے ہمبستری کرنا عیب اور گناہ ہے - کہاں وہ وعدہ وعید جس سے انسان حیوان سے بھی بدتر بن جاتا ہے - اور کہاں یہ احکام کہ دنیا میں ہی خانہ داری کو پاک اصول پر قایم کیا جاوے - کہاں وہ ہیچ خیالات کہ عورت کی ذات مرد کے لئے عیش کا سامان ہے اور کہاں یہ اعلیٰ معراج کہ عورت دنیا کی ماتا ہے - اور کہ ہمصحبتی کی صرف رتو گمن کے قاعدہ پر یعنی اُن چند ایام میں اجازت ہے - جب امکان حمل ہو اور جہاں حکم ہے کہ

حمل ٹھہر جانے کے بعد ایک برس تک صحبت نہ کریں (صفحہ ۲۹) میں مجرد رہ کر ویریہ کو ضبط رکھے (صفحہ ۳۰)

ہم پوچھتے ہیں - کہ کیا کسی مذہب کے پیشوا کے دماغ میں یہ بات سمائی تھی - کیا کسی مصلح کے قیاس میں اس امر کا دھیان آیا تھا کہ دنیا کی راحت اپنی مردانگی کے ضبط کرنے میں ہے نہ کہ اُس کے کھونے میں - کیا کسی نے اپنی تعلیم کا حصر

رفاہ عام پر رکھا - اور ہدایت کی کہ ایسا کرنے سے
اولاد عمدہ ہوگی اور اُن کی درازی عمر اور طاقت و توانائی کی
ترقی ہوتی رہیگی - جس کی وجہ سے کل نسل عمدہ طاقتور - باہمت
دراز عمر اور دہرم پر چلنے والی ہوگی (صفحہ ۳۰)

ماں کے فرائض

۵ - ماں کے جو فرائض تربیت اولاد کے متعلق ہیں وہ
اختصار کے ساتھ سوامی جی نے ظاہر کئے ہیں - اُن کا
لُب لُباب یہ ہے - کہ :-

ایسی کوشش کرنی چاہئے کہ جس سے اولاد کے دل میں
(۱) حواس کو ضبط کرنے (۲) علم سے محبت رکھنے - اور
(۳) نیک صحبت میں رہنے کا شوق پیدا ہو جاوے (صفحہ ۲۱)

لوگ بچوں سے لاڈ پیار کرتے ہیں - اور اُن کی ہر ایک
خواہش کے پورا کرنے میں اپنی خوشی اور بہتری سمجھتے ہیں -
سوامی جی سب سے زیادہ زور حواس کو ضبط کرنے پر دیتے
ہیں اور اُسی کو تربیت کا مقدم جزو تبلاتے ہیں - وہ فرماتے
ہیں - کہ :-

ان ہی لوگوں کی اولاد عالم - مہذب اور تربیت یافتہ ہوتی ہے
جو کہ تعلیم کے معاملات میں اولاد کے ساتھ ناز کبھی نہیں
کرتے - بلکہ تنبیہ ہی کرتے رہتے ہیں -

اتالیق کی تنبیہ آب حیات اور لاڈ زہر ہے اور بچوں کو چاہئے۔ کہ وہ بھی ایسا ہی سمجھیں۔ہاں اتنا ضرور ہے کہ:۔
ماں باپ اور اُستاد کسی کد و کاوش سے سزا نہ دیں بلکہ بظاہر غصّہ دکھائیں اور باطن میں نظر شفقت ہی رکھیں (صفحہ ۳۸)

ویریہ کی رکھشا

۶۔ عضو تناسل کے متعلق گفتگو کرنا آج کل تہذیب کے برخلاف سمجھا جاتا ہے۔ اور مہذب اشخاص اسی میں فخر سمجھتے ہیں کہ خواہ عمل کیسے فاسد ہوں۔ اس کا ذکر تک بچہ کے روبرو نہ آنا چاہئے۔ کیا رشی بھی اس کو غلیظ عضو سمجھ کر اپنے خیال سے اوڑانا چاہتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ وہ اس طاقت بشری کو ایسا پاک سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اور قوائے جسمانی ہیں۔ بلکہ جس اعلیٰ مقصد کے لئے یہ اعضا انسان کو عطا کئے گئے ہیں۔ وہ کسی دوسرے عضو کے فواید سے کم نہیں اور سچ پوچھو تو مرد کے جسم میں جس قدر ویریہ ضروری اور مفید ہے۔ اور کوئی جزو نہیں۔ اس کے متعلق بچوں اور نو جوانوں کو ہدایت نہ ملنے سے کس قدر تباہی پھیل رہی ہے۔ وہ بیچارے نہیں جانتے کہ ہم کس بیش بہا شے کا ناش کر رہے ہیں۔ سوامی جی فرماتے ہیں۔ کہ:۔
بچوں کے دل پر نقش کر دینا چاہئے۔ کہ ویریہ کی حفاظت

میں سکھ اور اُس کے برباد کرنے میں دُکھ ہوتا ہے۔ مثلاً دیکھو جس کے جسم میں ویریہ محفوظ رہتا ہے۔ اس کی صحت عقل۔ طاقت۔ ہمت۔ ترقی پاکر اُس کی راحت کا باعث ہوتی ہے۔ جس میں ویریہ نہیں رہتا وہ مخنّث پرلے درجہ کا نحوست آثار مبتلائے جریان۔ لاغر۔ بے رعب۔ بے عقل۔ بے ہمت ہوا کرتا ہے۔ اور حوصلہ اور ثابت قدمی اور طاقت اور توانائی سے بے بہرہ ہونے کے باعث تباہ ہو جاتا ہے (صفحہ ۳۷)

نہ صرف نصیحت پر اکتفا کیا بلکہ ہدایت بتلا دی کہ کس طرح سے یہ مدعا حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

ویریہ کی حفاظت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ (۱) عشقیہ حکایات سُننے سے (۲) کسی عورت کو دیکھنے سے (۳) کسی عورت کے ساتھ تنہا بیٹھنے سے (۴) اُس سے بات چیت کرنے سے (۵) اس کے ساتھ چھونے وغیرہ کی حرکات سے باز رہ کر برہمچاری لوگ نیک تربیت اور علمی کمالیت کو حاصل کریں (صفحہ ۳۷)

والدین کا فرض ہے۔ کہ یہ امر بچّہ کے ذہن نشین کر دیں اور اس کو سمجھا دیں کہ:۔

(۱) اگر تم نیک تربیت (۲) تحصیل علم (۳) اور ویریہ نگرہ کرنے سے اس موقعہ پر چُوک جاؤگے تو دوبارہ اس زندگی میں تم کو یہ بے بہا وقت نہیں مل سکیگا۔ (صفحہ ۳۷)

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کسی دوسرے پیشوائے دین نے اس
ضروری امر پر ایسی مفید ہدایت بتلائی تھیں ؟ - آریوں میں
"برہمچریہ" سے مفہوم یہی کیا جاتا ہے - کہ ویریہ کی حفاظت
کرتے ہوئے علم کی تحصیل میں مصروف رہنا - رشیوں کا
یہ خیال مستحکم تھا - کہ دماغ کی طاقت ویریہ پر منحصر ہے
اور اگر اُس کو ضایع کیا جاوے - تو طالب علمی سے چنداں
فایدہ نہیں ہوتا - ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ مہرشی کی
اس ہدایت پر دھیان دیں اور جو لوگ اُن کو سدھارنا چاہتے
ہیں وہ ایسی تدابیر عمل میں لاویں کہ وہ آزمایش میں نہ گریں

گوروکل اور نیک چلنی

۷ - یوروپ اور امریکہ میں لازمی تعلیم کے قانون تو مدت
سے جاری ہیں - جن کے مطابق وہاں کے مدبران سلطنت
نے یہ اصول قایم کر دیا ہے - کہ ہر ایک بچہ کو تعلیم دینے
پر والدین کو مجبور کرنا چاہیئے - جو والد یا گارڈین ایک خاص
عمر تک اپنی اولاد کو مدرسہ میں نہیں بھیجتا وہ مستوجب سزا
ہوتا ہے - لیکن ابھی تک اُن کی عقل میں وہ اعلیٰ اصول
نہیں آیا کہ تحصیل علم کے ساتھ حفاظت ویریہ کا ہونا نہایت
ضروری ہے نہ صرف اتنا بلکہ یہ بھی کہ ایک مخصوص عمر کے
بعد بچوں کو اُن کے والدین سے علیحدہ کر کے درسگاہوں

میں داخل کر دینا چاہیئے - موجودہ طریقہ تعلیم گو بہت علماء
نے سوچ کر مکمل کیا ہے مگر ہم سوامی جی کی ہدایت پر توجہ
دلاتے ہیں -

بچوں کو پیدایش سے لے کر پانچویں برس تک ماں اور
چھٹے سے آٹھویں برس تک باپ تربیت کرے - نویں برس
کے شروع میں دوِج (براہمن - کشتری - ویش) اپنی
اولاد کا اُپ نین (رسم زنار بندی) کر کے آریہ کل میں
بھیجے جہاں اتالیق عالم کامل اور اتالیقہ کاملہ و فاضلہ تعلیم
و تربیت کرنے والے ہوں - لڑکے اور لڑکیوں کو بھیج
دیں - شودر وغیرہ ورن اوپ نین کیئے بغیر ہی تحصیل
علم کے لئے گروکل میں بھیج دیں - (صفحہ ۳۷)

اگرچہ سوامی جی تعلیم کو اس قدر ضروری سمجھتے تھے تاہم وہ
جانتے تھے کہ نیک چلنی کے بغیر یہ لاحاصل بلکہ مضر ہے - اِس
واسطے آپ نے نیک اخلاق کی تربیت پر بہت زور دیا ہے -
چوری - زناکاری - سستی - غفلت - منشی اشیاء - دروغ گوئی - ایذا
رسانی ظلم - حسد - کینہ - اور محبت کی بے اعتدالی وغیرہ خرابیوں
کے چھوڑنے اور نیک چلن بننے کی تلقین بھی کرتے ہیں (صفحہ ۳۸)
اس کے لئے کیسی عام فہم مگر معقول وجہ آپ بتلاتے ہیں -
کیونکہ جب آدمی نے کسی کے سامنے ایک بار بھی چوری -
زناکاری - دروغ گوئی وغیرہ فعل کیئے اس کی عزت اس
کے سامنے عمر بھر نہیں ہوتی (صفحہ ۳۸)

راستگوئی اور وعدہ وفائی ضروری ہے۔ کیونکہ جو ایسا نہیں کرتا اُس کا اعتبار کوئی بھی نہ کریگا۔ تلخ گوئی کو چھوڑ کر باآرام اور شیریں کلام بولے۔ (صفحہ ۳۹)

سچے اتالیق

۸۔ ہندوؤں میں گروڈم کا زور ہے یعنی جو گرو کہے وہ ستیہ ہے۔ اس پر اعتراض کرنا۔ اُس پر شک لانا کفر ہے۔ جہاں گرو کو خدا بلکہ خدا سے بھی زیادہ مانا جاتا ہے۔ گرو کی عظمت یہاں تک بیان کی کہ اُس کی پرستش میں نیک و بد کی تمیز ہی جاتی رہی اور کیوں ایسا نہ ہوتا۔ جب کہ گرو لوگوں کو آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے چیلے چانٹوں سے ہی فایدہ تھا۔ سوامی جی نے ایسے قول اور ایسی تعلیم کو نظر حقارت سے دیکھا اور ایسی اندھا دھند تقلید کو تباہی کا باعث ٹھہرایا۔ وہ ایک تیتریہ برہمن میں سے متقدمین کا حوالہ دیکر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

ماں باپ اور اُستاد اپنی اولاد اور شاگردوں کو ہمیشہ سچی ہدایت کریں اور یہ بھی کہیں کہ جو جو ہمارے نیک عمل ہیں اُن کو ہی قبول کرو اور جو خراب عمل ہوں اُن کو چھوڑ دیا کرو (صفحہ ۳۹)

کب ممکن ہے کہ کسی سوسایٹی کی ترقی ہو۔ جب تک ایسے سچے اور حلیم اتالیق پیدا نہ ہوں۔ پرمیشور کی عبادت

کرنا طلباء کا ایک اعلیٰ فرض ہونا چاہئے۔ خوراک اور پوشش اور
اور برتاؤ ایسا اختیار کریں
جس طور پر کہ صحت۔ علم اور طاقت میسر ہو۔
غذا کے بارہ میں کیسی ضروری ہدایت کی گئی ہے۔
جتنی بھوکھ ہو اُس سے کچھ کم بھوجن کریں۔ شراب۔ گوشت
وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کریں (صفحہ ۴۰)

توہمات

۹- جہاں اس قدر مفید ہدایتیں اولاد کے نیک بننے کے
لئے دی گئی ہیں۔ ساتھ ہی ان کو توہمات اور وسوسات سے
بچانے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ توہمات کے بھوت پریت
انسان میں داخل ہو کر اُن پر قادر ہو جاتے ہیں یا تکلیف دیتے ہیں
ایسے کوئی بھوت پریت نہیں ہیں۔ جو طریقہ بھوت پریت نکالنے
کا آپ نے تبلایا ہے اس کو ناظرین ضرور پڑھیں اور اگر موقعہ
پڑے تو امتحان کر کے دیکھ لیں کہ وہ کیسا مجرب نسخہ ہے (صفحہ
۴۲ و ۴۳) اس کے بعد جھوٹھے نجومیوں اور اُن کے گرہوں کی
مٹی پلید کی گئی ہے اور جنم پتر کی اصلیت دکھائی گئی ہے
لالچی گرودؤں کو بھی اُن کے برابر تبلایا ہے۔ شیتلا۔ منتر۔ تنتر۔ جنتر
وغیرہ افسون کا خاکہ کھینچا ہے اور سیدھے الفاظ میں اُن کی تردید
کر دی ہے۔ رساین (کیمیا گری) موہن اوچاٹن سب کی بیہودگی
جتلا کر تاکید کی ہے۔ کہ:-

بچپن سے ہی تلقین کر کے ایسی باتوں کی لغویت بچوں کے ذہن نشین کر دیں۔تا کہ اولاد توہمات کے جال میں پھنسکر دکھ نہ اٹھاوے (صفحہ ۱۴۴)

خاتمہ

۹- یہ مضمون ایسا ضروری ہے۔اور اس قدر تھوڑا دیگر مذہبوں میں اس کا ذکر ہے کہ سوامی جی کی ہدایات کا خلاصہ یہاں درج کردیا ہے۔تا کہ ناظرین اُن پر غور کریں اور پھر انصافاً تبلاویں کہ آیا ایسے مکمل قواعد کسی اور مقدس کتاب میں انہوں نے دیکھے یا پڑھے ہیں۔اخیر میں وہ فرماتے ہیں۔

ماں باپ کا اعلیٰ فرض-پرم دہرم اور نیک نامی کا کام یہی ہے کہ اپنی اولاد کو تن من دہن سے عالم-دہرم پر چلنے والا مہذب اور اعلیٰ تربیت سے بہرہ ور بناویں (صفحہ ۴۰)

ہمارے یہاں کتنے ریفارمر ہیں جو قوم کے شدہار کا شور مچایا کرتے ہیں-جنہوں نے اپنے ان فرائض پر کبھی توجہ دی ہے۔اُن کی اپنی اولاد نکمی اور بد چلن ہو رہی ہے۔تعلیم و تربیت سے بے بہرہ اور دہرم سے نا واقف مگر ساتھ ہی رفاہ عام کا دعوے۔ کیا ایسی باتوں سے ترقی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

آریہ پتر کا لاہور

۱۶ صفحہ کا یہ ہفتہ وار اخبار ہر سنیچر کو انگریزی زبان میں لاہور سے آریہ پرتی ندھی سبھا
پنجاب کی طرف سے شائع ہوتا ہے جس میں ویدک دھرم سمبندھی سماچار اور گوروکل وید
پرچار فنڈ ادی فنڈوں کے متعلق خبریں اور ویدک سدھانتوں پر متانت
سے بحث ہوتی ہے اور تمام لوگوں کے لئے روئے زمین کی تازہ اور
دلچسپ خبریں بھی درج ہوتی ہیں چندہ معہ محصول ڈاک لاہور والوں سے للعہ
اور باہر والوں سے پانچ روپیہ لیا جاتا ہے - ایک پرچہ کی قیمت ۲ ر ہے

آریہ مسافر میگزین

یہ ۱۰۴ صفحہ کا ماہوار رسالہ اُردو زبان میں ہر ماہ ہردوار سے
شائع ہوتا ہے اس میں اُردو دانوں کے لئے ویدک دھرم
اور دیگر مت متانتروں کی نسبت مفصل عالمانہ بحث ہوتی ہے
سالانہ چندہ معہ محصول ڈاک صرف تین روپئے - درخواستیں

بنام لالہ وزیر چند مینیجر

اوم

آریہ سماج کے نیم

۱- سب ست وِدّیا اور ست و دیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے -

۲- ایشور سچدانند سروپ - نراکار - سروشکتیمان - نیائکاری - دیالو - اَجنما - اننت نروکار - انادی - اَنوپم - سرو ادھار سرویشور - سرو ویاپک - سرو انتریامی - اجر امر - ابھے نِت پوتر اور سرشٹی کرتا ہے - اسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہے -

۳- وید ست وِدّیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا اور سُننا سُنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے -

۴- ست گرھن کرنے اور اَست کے چھوڑنے میں سروداُدّیت رہنا چاہیئے -

۵- سب کام دھرمانوسار ارتھات ست اور اَست کو وچار کر کرنے چاہئیں -

۶- سنسار کا اُپکار کرنا آریہ سماج کا مکھیہ اُدیش ہے - ارتھات شاریرک آتمک اور ساماجک اُنتی کرنا -

۷- سب سے پریتی پوروک دھرمانوسار یتھایوگ برتنا چاہیئے -

۸- اوِدّیا کا ناش اور وِدیا کی وردھی کرنی چاہیئے -

۹- پرتیک کو اپنی ہی اُنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہیئے کِنتو سب کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے

۱۰- سب منشیوں کو ساماجک سروہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سوتنتر ہیں